رسائلِ ترابیہ

اپریل فول جھوٹ بولنے کا
جدید طریقہ

ویلینٹائن ڈے کیا ہے

بسنت کی حقیقت

کھیل کود کے شرعی احکام

از قلم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۔ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

رسائلِ ترابیہ

ویلینٹائن ڈے کیا ھے
بسنت کی حقیقت
اپریل فول جھوٹ بولنے کا جدید طریقہ
کھیل کود کے شرعی احکام

از قلم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

زاویہ پبلشرز
(8-C محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ، لاہور
فون: 042-7248657
موبائل: 0300-9467047 - 0300-4505466
Email:zaviapublishers@yahoo.com

2016ء

بار اول............500

ہدیہ............160

ناشر............نجابت علی تارڑ

{لیگل ایڈوائزرز}

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

{ملنے کے پتے}

زاویہ پبلشرز



ظہور ہوٹل دکان نمبر 2

دربار مارکیٹ - لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email:zaviapublishers@gmail.com

Website: www.zaviapublishers.com

صبحِ نور پبلی کیشنز غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور	0423-7350476
صبح نور پبلی کیشنز بالمقابل القمر ہاسٹل بھیرہ شریف	048-6690418
مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، کراچی	021-34926110
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ دار القرآن، النساء روڈ، چشتیاں	0300-7548819
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد	022-2780547
نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز پرانی سبزی منڈی کراچی	0331-2476512
رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات	0300-6203667
مکتبہ فریدیہ، ہائی سٹریٹ ساہیوال	040-4226812

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
9	گناہوں بھری جوانی کے دنیاوی نقصانات	۱
10	ویلنٹائن ڈے کیا ہے؟	۲
22	تیری منزل عشقِ مجازی نہیں	۳
23	عشقِ حقیقی کا آشیانہ	۴
30	اے نوجوان! تیری جوانی خدا کی نعمت ہے	۵

ویلنٹائن ڈے کیا ہے؟

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں جس کا شمار ناممکن ہے ہر نعمت اپنے اندر برکتیں سموئے ہوئے ہے انہی نعمتوں میں ایک نعمت جوانی ہے یہ ایک ایسی نعمت ہے جس کی قدر و منزلت بوڑھا انسان ہی جان سکتا ہے لہٰذا جوانی کو غنیمت جان کراس میں خدا تعالیٰ اور اس کے محبوب سرکارِ اعظم ﷺ کو راضی کرنے اور منانے میں گزارنا چاہئے تا کہ یہ جوانی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے۔

مگر افسوس کہ ہمارے بہت سے نادان مسلمان بھائی اس جوانی کو گل چھرے اڑانے، موج مستی اور دیگر خرافات میں صَرف کرتے ہیں ایسے بے شمار خرافات ہیں جو اس نعمت کو نقصان پہنچاتے ہیں جن میں ایک ویلنٹائن ڈے ہے لہٰذا آپ کی خدمت میں یہ واضح کیا جائے گا کہ ویلنٹائن ڈے اصل میں کیا ہے؟ اسکی کیا حقیقت ہے مگر اس سے قبل جوانی سے متعلق سرکارِ اعظم ﷺ کے فرامین ملاحظہ ہوں۔

1)......حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خَیْرُ شَابِکُمْ مَنْ تَشَبَّہَ بِکُھُوْلِکُمْ وَشَرُّ کُھُوْلِکُمْ مَنْ تَشَبَّہَ بِشَابِکُمْ''۔

ترجمہ:۔تم میں سے بہتر وہ جوان ہے جو بوڑھوں کے مثل ہو اور بدتر وہ بوڑھا ہے جو جوانوں کے مانند ہو۔ (انیس الواعظین)

فائدہ: جوان میں یہ صفت ہونی چاہئے کہ وہ اپنے کو بوڑھا سمجھے یعنی موت کے قریب جانے بہت سے بوڑھے ایسے ہیں جن کے سامنے لاکھوں جوان مر چکے ہیں۔

2)......حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَحَبُّ التَّوْبَةِ اِلَی اللّٰہ تَوْبَةُ الشَّابِ"۔

ترجمہ:۔ جوان کی توبہ اللہ تعالی کے نزدیک زائد محبوب ہے۔ (انیس الواعظین)

فائدہ: توبہ کرنے والے کی توبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر عمر میں محبوب ہے مگر جتنی محبوب جوانی کی توبہ ہے اس سے زیادہ کسی کی توبہ محبوب نہیں۔

3)......حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"توبة شاب واحد احب الی اللہ تعالی من توبته الف شیخ"

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جوان کی توبہ ہزار بوڑھوں سے زیادہ عزیز ہے۔

(انیس الواعظین)

فائدہ: جب آدمی بوڑھا ہوجاتا ہے جب اس کی ہڈیاں کمزور ہوجاتی ہیں جب اس کے جسم میں ضعیفی آجاتی ہے ایسے وقت میں ہزار افراد کی توبہ ایک طرف اور ایک جوان کی توبہ ایک طرف۔

4)......حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ یَبْغَضُ الشَّابَ الْفَارِغَ"

ترجمہ:۔ اللہ تعالی جوان بیکار سے عداوت رکھتا ہے۔ (انیس الواعظین)

فائدہ: نافرمان اور مصیبت زدہ جوان آدمی جو اپنی جوانی کو اللہ تعالیٰ اور اسکے محبوب ﷺ کے احکامات کے مطابق بسر نہیں کرتا اللہ تعالیٰ ایسے جوان سے نفرت کرتا ہے۔

5)......حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اے جوان میں نے تجھے جوانی دی تا کہ تو کام اور توبہ کرے افسوس ہے کہ تو بیکار

رہتا ہے کفرانِ نعمت کرتا ہے آگاہ ہو جا کہ میں تجھے دوزخ میں اُلٹا لٹکاؤں گا۔

(انیس الواعظین)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے جوانی کی نعمت سے انسان کو اس لئے سرفراز فرمایا ہے تا کہ جوان آدمی اپنی جوانی کو غنیمت جان کر اس جوانی کو اپنے رب کو منانے میں گزار دے، نا شکری نہ کرے اس جوانی کو گل چھرے اڑانے میں تباہ نہ کرے کیونکہ یہ جوانی ڈھل جائے گی ہمیشہ باقی نہیں رہے گی اور اگر اپنی جوانی کو گناہوں میں گزار دی تو پھر ربّ کریم جہنم میں اُلٹا لٹکائے گا۔

ڈھل جائے گی یہ جوانی جس پر تجھ کو ناز ہے
تو بجالے چاہے جتنا چار دن کا ساز ہے

6)...... حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر روز ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے جوانو! اپنی جوانی ضائع نہ کرو ورنہ پچھتاؤ گے۔

فائدہ: یہ جوانی گزر جانے کے بعد احساس دلاتی ہے اور انسان کا ضمیر اس کو اس بات پر ملامت کرتا ہے کہ تو نے اپنی جوانی دنیا کی رنگینیوں میں، لھو و لعب میں، موج مستی میں، بری صحبت میں اور اپنے قیمتی اوقات کو ضائع کرنے میں گزاری۔ لیکن اب فقط پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

7)...... حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جوان کی ایک رکعت بوڑھے کی دس رکعتوں سے افضل ہے اور جوان کی توبہ کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔

8)...... حدیث شریف: سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جوان تائب (توبہ کرنیوالے) کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔ (انیس الواعظین)

گناہوں بھری جوانی کے دنیاوی نقصانات

1)......علم سے محروم رہنا۔

2)......روزی میں برکت کا ختم ہونا۔

3)......اللہ تعالی کی یاد سے وحشت ہو جانا۔

4)......نیک لوگوں سے وحشت ہو جانا۔

5)......دل میں صفائی نہ رہنا۔ (دل کا سیاہ ہو جانا)

6)......عمر میں برکت کا خاتمہ۔

7)......توبہ کی توفیق نہ ہونا۔

8)......کچھ دنوں میں گناہوں کی برائی دل سے جاتی رہنا۔

9)......اللہ تعالی کے نزدیک ذلیل ہو جانا۔

10)......عقل میں فتور ہو جانا۔

11)......فرشتوں کی دعاؤں سے محروم رہنا۔

12)......پیداوار میں کمی ہونا۔

13)......شرم وحیا کا جاتا رہنا۔

14)......بدنگاہی کی بیماری پیدا ہونا۔

15)......جلق (مشت زنی) کی بیماری کا پیدا ہونا۔

16)......اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی بڑائی اسکے دل سے نکل جانا۔

17)......نعمتوں کا چھن جانا۔

18)......بلاؤں اور پریشانیوں کا ہجوم ہو جانا۔

19)......سنگ دل ہونا۔

20)......اس پر شیطان کا مقرر ہو جانا۔

21)......گناہوں کی نحوست کا چہرے پر چھا جانا۔

22)......نیک کاموں کی توفیق سے محرومی۔

23)......دل پر غیر محسوس قسم کا رعب طاری رہنا۔

24)......شیطان کے شکنجے میں رہنا۔

25)......دل پر مہر لگ جانا۔

26)......دعا قبول نہ ہونا۔

27)......مال سے شدید محبت (چاہے وہ حرام ہو)۔

28)......قلبی سکون کا چھن جانا۔

29)......عبادت میں دل نہ لگنا۔

30)......حافظہ کمزور ہونا۔

ویلنٹائن ڈے کیا ہے؟

بہار کی آمد آمد ہے، شاخوں پر شگوفے پھوٹ رہے ہیں، نئی کونپلیں پیام زندگی لیکر طلوع ہو رہی ہیں، پھولوں پر نکھار آ گیا ہے اور درخت، پودے، بیلیں، زندگی کے ایک نئے جذبے سے سرشار ہو کر تازگی کا پیغام دے رہی ہیں۔ تتلیاں اڑ رہی ہیں پرندے خوشی سے جھوم رہے ہیں۔ بہار نے ہر دل کو گدگدایا ہے مگر عجیب بات ہے کہ تتلی کی

پرواز میں ہی شائستگی ہے پرندوں کے ہجوم، رنگ برنگی چڑیوں کی ٹولیاں، بہار کی آمد کے باوجود اظہار محبت کے تمام شائستہ پیمانوں کے اندر محصور ہیں۔

یہ جنگل کا حال ہے یہ بے جان درختوں کے اوپر بسنے والی، ہوا میں اڑنے والی، فضا میں تیرنے والی مخلوق کی اخلاقیات ہے بہار کا استقبال ان کے یہاں بھی ہے مگر ان کی شان ہی نرالی ہے بلندیوں پر رہنے والے شاید کردار بھی بلند رکھتے ہیں اور جب یہی پرندے اور تتلیاں زمین کی پستیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو بستیوں میں اولاد آدم کے عجیب وغریب تماشے دیکھتے ہیں۔ پرندے، تتلیاں، چڑیاں، طوطے، اور طیور آوارہ گزشتہ کئی صدیوں سے مغرب میں 14 فروری کی آمد کے ساتھ ہی انسانوں کی بد حواسی اور بے لباسی کے بہت سے مناظر دیکھ رہے تھے مگر پہلی مرتبہ یہ منظر یہ رنگ پاکستان کی سرزمین پر بھی اتر رہا تھا مگر اس منظر میں اب بھی حجاب تھا، بے حجابی عام ہونے میں وقت تو لگے گا پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ''انٹرنیٹ'' کی وجہ سے اخبارات نے ''یوم ویلنٹائن'' کی آمد کا اعلان کیا اس سے پہلے آج تک پاکستانی معاشرہ اس یوم کے نام سے بھی ناواقف تھا۔ پاکستانی اخبارات میں پہلے دن جب ''کوریئر سروس'' کے اشتہارات شائع ہوئے جس میں ویلنٹائن ڈے کے موقع پر تحفے تحائف کی ترسیل اور انعامات کی تقسیم کے اعلانات طبع ہوئے تو ملک بھر کے نوجوان ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ ''یہ کیا بلا ہے''

مفاہمت نہ سکھا جبر ناروا سے مجھے
میں سربکف ہوں لڑا دے کسی بلا سے مجھے

ملک کے چند بڑے بڑے شہروں میں آباد چند عالی شان جزیروں رہنے والی

''امیر گمراہ اور بے لگام اقلیت'' کے گھروں میں انٹرنیٹ پر بیٹھنے والے بچوں اور بچیوں کی ایک قلیل تعداد کو معلوم تھا کہ ''یہ دن کیوں آتا ہے'' مگر ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے کروڑوں لوگوں حتیٰ کہ عیسائیوں کی آبادی کو بھی اس دن کی خبر اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ ابلاغی طاقت کا اندازہ اسی ایک چھوٹے سے واقعے سے لگایا جاسکتا ہے کہ اخبارات کی خبروں نے یہ تاثر راسخ کر ڈالا کہ پاکستانی قوم نہ جانے کب سے ویلنٹائن ڈے منا رہی ہے اور اس سال بھی اس یوم کا زبردست استقبال کرنا ہے۔

ویلنٹائن ڈے کیا ہے؟ کیا نہیں ہے اس کی پوری تاریخ ہے یہ تاریخ آپ آگے تفصیل سے پڑھیں گے۔ مگر اس تاریخ سے قطع نظر یہ یوم اب مغرب میں رسم محبت کے اظہار دلوں کی بے قراری کیلئے قرار اور مچلے ہوئے جذبوں کے لئے گردوغبار کا دن بن گیا ہے، وجہ یہ ہے کہ مغرب خاندان کے ادارے سے محروم ہوگیا ہے۔ یہ ادارہ خوشیوں کے تمام خوشوں کا اصل مرکز تھا اس ادارے کے ٹوٹنے سے اب مغرب کے انسان کی تمام خوشیاں چند رسوم، چند تہوار، چند دنوں اور چند ہنگاموں تک محدود ہوگئی ہے اس کے برعکس مشرق میں خاندانی نظام قائم ہے لہٰذا ہر گھر خوشی کا گہوارہ ہے اور ہر روز گھروں میں قہقہے چھوٹتے اور خوشی کے شگوفے پھوٹتے ہیں اسی لئے ہماری تہذیب میں ''خوشیوں کے خاص دن'' بہت کم ہیں لے دے کر شب برات، کچھ مقامی میلے۔

اسلامی تہذیب میں خوشیاں بھی عبادت میں شامل ہیں خوشی منانا، خوشی کا اہتمام کرنا، خود خوش رہنا اور دوسرے کو خوش رکھنا کسی سے ملاقات کرنا تو اس سے مسکرا کر ملنا، بچوں کو دیکھنا تو انہیں بے تابانہ گود میں لے لینا ان سے محبت کرنا ان کا بوسہ لینا، خوشی کے دو مظاہر ہیں جن کے نمونے روزانہ گلی محلوں میں نظر آتے ہیں۔ خوشیاں، جشن،

تہوار زندگی کا حصہ ہیں مگر اسلامی تہذیب نے ان خوشیوں کے آغاز کو بھی رب کی یاد، رب کی عبادت، سجدہ شکر سے جوڑ دیا ہے اسی لئے مسلمانوں کے تین عظیم تہوار عید میلا دالنبی ﷺ، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا آغاز سجدۂ شکر سے ہوتا ہے یہ سجدہ اس بات کا اعلان ہے کہ خوشی کے اس بے قابو موقع پر بھی میں نفس کے قابو میں نہیں ہوں اپنے رب کے دروازے پر حاضر ہوں یہ حاضری اور حضوری اس بات کا وعدہ، اس عہد کا اعادہ، اس یقین کا اظہار ہے کہ میں خوشی کے بے پناہ خوشے چننے کے باوجود بھی اعتدال کا رویہ رکھوں گا وہ کام نہ کروں گا جو میرے مالک کو ناپسند ہے یہ عہد اور یہ رویہ ہماری خوشیوں، تہواروں، جشن اور نئے موسم میں سادگی، متانت، سنجیدگی، بردباری اور میانہ روی کے رنگ گھولتا ہے۔

اچھے دنوں میں اچھے لوگوں کو یاد کرنا، ان لوگوں کو یاد کرنا جن سے درد کے رشتے بندھے ہوئے ہیں ان دنوں کو یاد کرنا جن کی یاد دل کو بے چین کر دیتی ہے ان چہروں کو یاد کرنا جن سے مل کر دل کی کلی کھل جاتی ہے ان رفیقوں، ساتھیوں، ہم سفروں کو یاد کرنا جن کی یادوں کے عکس آج بھی موسم بہار کے گلاب کی طرح تازہ ہیں اور ان پر شبنم کے موتی اس طرح چمک رہے ہیں جس طرح بہار کی پہلی صبح فاختہ کی چونچ کے اوپر شبنم کا موتی ٹھہر گیا تھا اور صرف تتلی کو چمکتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

خوشی میں کون خوش نہیں ہوتا کسے خوشی اچھی نہیں لگتی جب ہر طرف سرخوشی کا عالم ہو اور مسرت کے زمزمے اُبل رہے ہوں تو ایسا منظر کس کو برا لگتا ہے مگر مسرت اور بے حیائی، شوخی اور پھکڑ پن، سرخوشی اور بازاری پن میں بے پناہ فاصلہ ہے۔

جذبات کے اظہار کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ دوسرے کے جذبات مشتعل اور

مجروح کر دیئے جائیں۔ہلچل اور بھونچال میں بہت فرق ہے سرمستی اور سرشاری میں بہت فاصلہ ہے ان فاصلوں کو برقرار رکھنا ہی تہذیب کا حسن اور تمدن کا کمال ہے زندگی نہ بھڑک اٹھنے کا نام ہے ''بجھ جانے کا'' بلکہ زندگی سلگتے رہنے کا نام ہے۔

ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اخبارات میں نوجوانوں ،بوڑھوں ،بچوں کے جذبات شائع ہوتے ہیں۔ان پیغامات میں ہماری معاشرتی اقدار بدلتے ہوئے معاشرتی رویے،فرد کی بے چارگی ،رسم ورواج کے نام پر فطری جذبات کو کچلنے کی روایات زندگی کو زندگی کے بجائے قید خانے میں تبدیل کرنے کا عمل ،قربتوں ، فاصلوں،وصال وہجر کے موسموں کی کہانیاں،ملنے اور بچھڑنے بچھڑ کر ہمیشہ کیلئے بچھڑ جانے کی کہانی،ٹوٹے ہوئے دلوں کے نغمے روتی ہوئی آنکھوں کے آنسو،غرض دنیا بھر کے سلسلے ان پیغامات میں موجیں مار رہے تھے ان پیغامات پر مشتعل ہونے کے بجائے ہمیں اپنی معاشرت ،معاشرے ،معاشرتی رویوں کا بغور جائزہ لینا ہوگا۔محبت جرم نہیں محبت کا اظہار بھی جرم نہیں مگر اس محبت کو نکاح کے روحانی اور نورانی پیکر میں ڈھل جانا چاہیے۔ویلنٹائن ڈے خوشی کا ایک ایسا درخت ہے جو فحاشی،عریانی کے روایت کے جلو میں مغربی تہذیب کا خود کاشتہ پودا ہے اُسے مشرق کی سرزمین میں جگہ دینا اپنی تہذیب وثقافت پر عدم اعتماد کی علامت ہے،مشرق کے پاس اور اسلامی تہذیب کے پاس خوشیوں کے بہت دن ہیں اگر یہ دن کم ہیں تو ہم خود کیوں نہ ایک دن اپنے لئے ایجاد کرلیں یہ مانگے تانگے کی ثقافت کیوں جس کے وجود سے مغرب کی برہنہ تہذیب امڈتی چلی آتی ہے۔اب آیئے ویلنٹائن کی تاریخ پڑھیں۔

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے مطابق یوم ویلنٹائن کے بارے میں تاریخ دو مختلف

موقف بیان کرتی ہے یہ دونوں موقف ایک ہی ہستی سینٹ ویلنٹائن کے حوالے سے بیان ہوتے ہیں۔

(1) VALENTINE WAS A ROMAN PRIEST AND PATRON OF LOVERS WHO WAS MARTYRED DURING THE SACK OF ROME AND PERSECUTION OF CHRISTIANS BY CLAUDIUS II, AND WAS BURIED IN ROME. A BISHOP OF TERINI (ITALY) MARTYRED IN ROME AND HIS REMAINS WERE TAKEN BAK TERINI.

اس کے ساتھ ساتھ ایک تیسرا معمہ بھی اس یوم کے ساتھ ملحق ہو گیا ہے۔

THAT LUPERCALIA WAS A PAGAN FEAST CELEBRATED ON FEBRUARY 15 IN HONOUR OF THE PASTORAL GOL LUPERCALIA, WHO HAD MANY LOVE AFFAIRS WITH NYMPHS AND GODDESSES, DURING THAT FEAST NAMES OF YOUNG WOMAN WERE PUT IN A POT AND A DRAW WAS HELD. YOUNG MEN THEN DREW THESE NAMES AND THOSE THAT MATCHES EACH OTHER STAYED TOGETHER FOR THE REST OF THE YEAR, WHICH BEGAN IN MARCH.

THE LUPERCALIA WAS ABLOISHED BY POPE GELASIUS I IN THE TATE 5TH CENTURY BUT THE TRADITION ALLOWED TO MARGE WITH THE CELEBRATIONS OF FEBRUARY 14 ST, VALENTINE, S FEAST DAY.

ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے یہ تمام خرافات تاریخ کے دفتر میں یقیناً موجود ہیں مگر حقیقت مکمل طور پر غائب ہے۔

W.LEERUTH اپنی شہرہ آفاق کتاب ''اے ہسٹری آف ویلنٹائن'' میں لکھتا ہے۔

THE SENDING OF LOVE NOTES ON FEBRUARY 14 AROSE IN THE LATE MIDDLE AGES AND APPEARED TO HAVE BEEN ACCIDENTIAL. WITH THE PASSAGE OF TIME THE VARITY OF VALENTINE,S DAY CARDS AND PURCHASERS HAVE BEEN IN CREASING. MOST OF THE CARDS CARRY THE PICTURES OF TRADITIONAL DEEP RED HEART, LOVERS, KNOT, FLOWERS, CARTOONS OF ANIMALS MAKING FACES AND OTHER CHARACTERS.

ایک عیسائی ویلنٹائن کے حوالے سے اس یوم کی تاریخ، تہوار، رسم ورواج تحریف در تحریف کے عمل سے گزر کر تاریخ میں ایک شرمناک رسم کا حصہ بن گئے جن کی عملی

عقلی، فکری بنیادیں ابھی تک مغرب تلاش کر رہا ہے۔

یوم ویلنٹائن کی تاریخ ہمیں روایات کے انبار میں بھی ملتی ہیں روایات کا یہ دفتر اسرائیلیات سے بھی بدتر درجہ کی چیز ہے لوگوں نے اپنی سفلی جذبات کی تسکین کیلئے سینٹ ویلنٹائن کے حوالے سے کیا کچھ تخلیق کیا اس کی ہلکی سی جھلک مندرجہ ذیل روایتوں میں تفصیل سے بیان ہوئی ہے جس کا مطالعہ مغربی تہذیب میں بے حیائی، بے شرمی کی تاریخ کے آغاز کا اشارہ دیتا ہے روایتوں کے مطابق:

ویلنٹائن ڈے 14 فروری کو پوری دنیا میں یوم محبت کے طور پر منایا جاتا ہے اس کے آغاز کے بارے میں مختلف روایات مشہور ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ وہ دن ہے جب سینٹ ویلنٹائن نے روزہ رکھا تھا اور لوگوں نے اسے محبت کا دیوتا مان کر یہ دن اسی کے نام کر دیا، کئی لوگ اسے کیوپڈ (محبت کے دیوتا) اور وینس (حسن کی دیوی) سے موسوم کرتے ہیں جو کیوپڈ کی ماں تھی۔ یہ لوگ کیوپڈ کو ویلنٹائن ڈے کا مرکزی کردار کہتے ہیں جو اپنی محبت کے زہر بجھے تیر نوجوان دلوں پر چلا کر انہیں گھائل کرتا تھا تاریخی شواہد کے مطابق ویلنٹائن کے آغاز کے آثار قدیم رومن تہذیب کے عروج کے زمانے سے چلے آرہے ہیں، 14 فروری کا دن وہاں رومن دیوی، دیوتاؤں کی ملکہ جونو کے اعزاز میں یوم تعطیل کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اہل روم ملکہ جونو کو صنف نازک اور شادی کی دیوی کے نام سے موسوم کرتے ہیں جبکہ 15 فروری لیو پرکس دیوتا کا دن مشہور تھا اور اس دن اہل روم جشن زرخیزی مناتے تھے اس موقع پر وہ پورے روم میں رنگا رنگ میلوں کا اہتمام کرتے جشن کی سب سے مشہور چیز نوجوان لڑکے لڑکیوں کے نام نکالنے کی رسم تھی۔ ہوتا یوں تھا کہ اس رسم میں لڑکیوں کا نام لکھ کر ایک برتن میں

ڈال دیئے جاتے تھے اور وہاں موجود نوجوان اس میں سے باری باری پرچی نکالتے اور پھر پرچی پر لکھا نام جشن کے اختتام تک اس نوجوان کا ساتھی بن جاتا جو آخر کار مستقل بندھن یعنی شادی پر ختم ہوتا۔ایک دوسری روایات کے مطابق شہنشاہ کلاڈلیس دوم کے عہد میں روم کی سرزمین مسلسل جنگوں کی وجہ سے کشت وخون اور جنگوں کا مرکزی بنی رہی اور یہ عالم ہوا کہ ایک وقت کلاڈلیس دوم کی اپنی فوج کیلئے مردوں کی بہت کم تعداد آئی جس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ روم کے نوجوان اپنی بیویوں اور ہم سفروں کو چھوڑ کر پردیس جانا پسند نہ کرتے تھے اس کا شہنشاہ کلاڈلیس نے یہ حل نکالا کہ ایک خاص عرصے کیلئے شادیوں پر پابندی عائد کردی تا کہ نوجوانوں کو فوج میں آنے کیلئے آمادہ کیا جائے اس موقع پر سینٹ ویلنٹائن نے سینٹ مارلیس کے ساتھ مل کر خفیہ طور پر نوجوان جوڑوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا ان کا یہ کام چھپ نہ سکا اور شہنشاہ کارڈلیس کے حکم پر سینٹ ویلنٹائن کو گرفتار کرلیا گیا اور اذیتیں دے کر 14 فروری 270ء کو بعض حوالوں کے مطابق 269ء میں قتل کر دیا گیا،اس طرح 14 فروری ملکہ جونو،جشن زرخیزی اور سینٹ ویلنٹائن کی موت کے باعث اہل روم کے لئے معتبر ومحترم دن قرار پایا۔سینٹ ویلنٹائن نام کا ایک معتبر شخص برطانیہ میں بھی تھا یہ بشپ آف ٹیرنی تھا جسے عیسائیت پر ایمان کے جرم میں 14 فروری 269ء کو پھانسی دے دی گئی تھی کہا جاتا ہے کہ قید کے دوران بشپ کو جیلر کی بیٹی سے محبت ہوگئی اور وہ اسے محبت بھرے خطوط لکھا کرتا تھا اس مذہبی شخصیت کے ان محبت ناموں کو ویلنٹائن کہا جاتا ہے۔چوتھی صدی عیسوی تک اس دن کو تعزیتی انداز میں منایا جاتا تھا لیکن رفتہ رفتہ اس دن کو محبت کی یادگار کا رتبہ حاصل ہوگیا اور برطانیہ میں اپنے منتخب

محبوب اور محبوبہ کو اس دن محبت بھرے خطوط، پیغامات، کارڈز، اور سرخ گلاب بھیجنے کا رواج پا گیا۔

برطانیہ سے رواج پانے والے اس دن کو بعد میں امریکہ اور جرمنی میں بھی منایا جانے لگا تاہم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک یہ دن منانے کی روایات نہیں تھی برطانوی کاؤنٹی ویلز میں لکڑی کے چمچ 14 فروری کو تحفے کے طور پر دیئے جانے کیلئے تراشے جاتے اور اور خوبصورتی کیلئے ان کے اوپر دل اور چابیاں لگائی جاتی تھیں جو تحفہ وصول کرنے والے کیلئے اس بات کا اشارہ ہوتیں کہ تم میرے بند دل کو اپنی محبت کی چابی سے کھول سکتے ہو۔ کچھ لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ویلنٹائن ڈے کو اگر کوئی چڑیا کسی عورت کے سر پر سے گزر جائے تو اس کی شادی ملاح سے ہوتی ہے اور اگر کوئی چڑیا دیکھ لے تو اس کی شادی کسی غریب آدمی سے ہوتی ہے جبکہ زندگی بھی خوشگوار گزرے گی اور اگر عورت ویلنٹائن ڈے پر کسی سنہرے پرندے کو دیکھ لے تو اس کی شادی کسی امیر کبیر شخص سے ہوگی اور زندگی ناخوش گوار گزرے گی۔ امریکہ میں روایات مشہور ہے کہ 14 فروری کو وہ لڑکے اور لڑکیاں جو آپس میں شادی کرنا چاہتے ہیں سٹیم ہاؤس جا کر ڈانس کریں اور ایک دوسرے کے نام دہرائیں جونہی رقص کا عمل ختم ہوگا اور جو آخری نام ان کے لبوں پر ہوگا اس سے ہی اس کی شادی قرار پائے گی جبکہ زمانہ قدیم سے مغربی ممالک میں یہ دلچسپ روایت بھی زبان زد عام ہے کہ اگر آپ اس بات کے خواہش مند ہیں کہ یہ جان سکیں آپ کی کتنی اولاد ہوگی تو ویلنٹائن ڈے پر ایک سیب درمیان سے کاٹیں کٹے ہوئے سیب کے آدھے حصے میں جتنے بیج ہوں گے اتنے ہی آپ کے بچے پیدا ہوں گے۔ جاپان میں خواتین ویلنٹائن ڈے پر

اپنے جاننے والے تمام مردوں کو تحائف پیش کرتی ہیں اٹلی میں غیر شادی شدہ خواتین سورج نکلنے سے پہلے کھڑکی میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور جو پہلا مرد ان کے سامنے سے گزرتا ہے ان کے عقیدے کے مطابق وہ ان کا ہونے والا خاوند ہوتا ہے۔ جبکہ ڈنمارک میں برف کے قطرے محبوب کو بھیجے جاتے ہیں۔ تحریری طور پر ویلنٹائن کی مبارکباد دینے کا رواج ۱۴ صدی میں ہوا ابتدا میں رنگین کاغذوں پر واٹر کلر اور رنگین روشنائی سے کام لیا جاتا تھا جس کی مشہور اقسام کروسٹک ویلنٹائن، کٹ آؤٹ، اور پرل پرس ویلنٹائن کارخانوں میں بننے لگے 19 ویں صدی کے آغاز پر ویلنٹائن کارڈز بھیجنے کی روایت باقاعدہ طور پر بڑی جواب ایک مستقل حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

ان روایتوں کے سرسری مطالعے سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں نے اپنی خوابیدہ تمناؤں کو لفظوں کے کوزے میں کفنا دیا ہے انسانی جذبات کی ناکامیاں محرومیاں زندگی کے اداس لمحے، کچلی ہوئی خواہشات، دبے ہوئے ارمان جنہیں غلط سلط رسوم و رواج کے باعث فطری نشوونما، ارتقاء اور اظہار کا موقع نہیں ملا اس معاشرے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ویلنٹائن ڈے کے پیرہن میں اپنی تمام شرارتیں لے کر سما گئے ہیں جن معاشروں میں انسانی جذبات کا احترام نہ ہو، انسان کے فطری مطالبات کو شائستہ اور شریفانہ طریقے سے پورا کرنے کا کوئی نظام نہ ہو اور زندگی حرکت، حرارت، مسرت، خوشیاں چند مخصوص لوگوں کا مقدر بن جائیں تو بغاوت مذہبی شخصیات کے مقدس ایام کے لبادے میں اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ سینٹ ویلنٹائن بھی اپنے نام پر ہونے والے ان جرائم کا تصور کر کے ہی لرزہ براندام ہوگا۔ باثر برطانوی جریدے اکانومسٹ کی رپورٹ کے مطابق اس مرتبہ ایک

دوسرے سے انس اور یگانگت کے اظہار کیلئے حصص کی خریداری زوروں پر ہے۔انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کے ایک سروے کے مطابق پینتالیس فی صدعورتیں اوراڑتیس فیصد مردایک دوسرے کوحصص کے تحفے دے رہے ہیں۔

رپورٹ کے مطابق ویلنٹائن نام کے تین سینٹ گزرے ہیں ان تینوں خدا ترسوں میں سے دو کے تیسری عیسوی میں سرقلم کردیئے گئے تھے ان میں سے کسی کا تعلق ایسی کسی تقریب سے نہ تھا نہ ہی ان میں سے کوئی دنیاوی محبت کے جذبے سے ہی آشنا تھا۔اکاؤنسٹ کی رپورٹ کے مطابق ویلنٹائن ڈے بہار کی آمدآمد پر پرندوں کی مسرت کے اظہار کی علامت ہے۔انگریزی میں ویلنٹائن پر سب سے پہلی نظم چوسر نے (1382ء میں) پارلیمنٹ آف فاؤلز کے عنوان لکھی تھی اس میں انسانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی جنس تبدیل کرنے کیلئے کسی نہ کسی پرندے کا انتخاب کریں۔علم الانسان کے کئی ماہرین کے خیال میں یہ دن سردی کے خاتمے پر منایا جاتا تھا اور لوگ بکری کی کھال اوڑھ کر ہراس عورت پر پل پڑتے تھے جوانہیں نظرآتی تھی۔

اکنامسٹ کی اس رپورٹ سے یوم ویلنٹائن ایک مقدس دن کے طور پر طلوع ہوتا ہے وہ تین خداترس عیسائی جس کا نام ویلنٹائن تھا اپنے دین پر چلنے کے جرم میں قتل کردیئے گئے ان کی قربانی کیا اس دن کیلئے تھی کہ عیسائی اور مغربی دنیا ان کے لہو کی مہک سے اپنے دلوں کی جلن کو مٹاڈالے مغربی تاریخ میں قرون وسطی کی ایک اور تقریب سینٹ اوسوالڈ کے نام سے موسوم ہے۔اس روز 29 فروری کو ہر چار سال بعد لیپ کے سال کے موقع پر عورتیں کھل کر سامنے آتی ہیں اگر لیپ کا سال نہ ہو اور فروری کا مہینہ 28 تاریخ کو ختم ہونے والا ہو تو وہ رومن کیتھولک چرچ میں جاکر

سینٹ اوسوالڈ کی یاد میں عبادت کرتی تھی ایک اور دن سینٹ جارج کی یاد میں 23 اپریل کو منایا جاتا ہے جو شیکسپیئر کا یوم پیدائش بھی ہے اس روز گلابوں کے تحفے دیئے جاتے ہیں۔

تیری منزل عشق مجازی نہیں

اے نوجوان! تو کس عشق مجازی میں کھو گیا تیری منزل یہ نہیں تو کس نام نہاد ویلنٹائن میں کھو گیا، تو کن بے ہودہ رسموں کا شکار ہو گیا، تو فحاشی کی کس روایت کو زندہ کر رہا ہے، تو کس رسم پر اپنے مال کو برباد کر رہا ہے تیری منزل عشق مجازی نہیں بلکہ تیری منزل عشق حقیقی ہے۔

اپنا چہرہ دیکھ تو کس ہستی کا غلام ہے، تو کس ہستی کا امتی ہے، تجھے کس ہستی سے نسبت ہے ارے تو غلام مصطفیٰ ﷺ ہے تیرا دل تو محبتِ رسول ﷺ کا امین ہے مگر تو اپنے دل میں کس کو سمائے ہوئے ہے۔

اب آپ کے سامنے ایک نوجون کا واقعہ پیش کرتا ہوں جس کو پڑھ کر آپ کے قلب میں عشق حقیقی اجاگر ہوگا۔

چھوڑ دے سب غلط رسم ورواج تو اچانک موت کا ہوگا شکار
موت آئی پہلواں بھی چل دیئے خوبصورت نوجواں بھی چل دیئے
دبدبہ دنیا ہی میں رہ جائے گا حُسن تیرا خاک میں مل جائے گا
کرلے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی ورنہ ہوگی قبر میں سزا کڑی

عشق حقیقی کا آشیانہ

فیروز مندیوں کی کوئی متعین گھڑی نہیں ہوتی رحمتوں کا دروازہ یک بیک کھلتا ہے اور دل ظلمت خانے میں سعادت کا چراغ اچانک روشن ہوتا ہے۔ یہی ماجرا اس یہودی نوجوان کے ساتھ پیش آیا۔

دیکھنے کے لئے اس نے رسول مجتبیٰ ﷺ کا چہرہ زیبا سینکڑوں بار دیکھا تھا۔ آنکھیں کھلی بند ہوگئی نظر پڑی اور بکھر گئی، لیکن نہ جانے کون سی گھڑی تھی کہ نظر پڑتے ہی دل میں متراز د ہوگئی۔ بجلی چمکی خرمن جلا اور وجود خاکستر ہوگیا اب اپنے دل پر قابو نہیں تھا۔ قیامت کی بات یہ ہوئی کہ گھر کی چار دیواری میں جس رسول عربی ﷺ کا نام لینا گیتی کا سب سے بڑا جرم تھا۔ اب اس محبت کا آشیانہ گھر کے باہر نہیں دل کے نہال خانے میں بن چکا تھا۔ عشق اور وہ بھی رسول مجتبیٰ ﷺ کا عشق، جس کی خوشبو سے دونوں عالم مہک اٹھتے ہیں، اس کا چھپانا آسان نہیں تھا۔ امید وبیم کی کش مکش میں جان کے لالے پڑ گئے۔ دل کا تقاضا یہ تھا کہ اسی محفل نور میں چلے، دیدہ بیتاب کا اصرار تھا کہ چلو جلوہ شاداب کی ٹھنڈک حاصل کریں۔ ادھر گھر والوں کا خوف سماج کا خطرہ، کسی نے ان کی محفل میں جاتے دیکھ لیا تو آلام کا محشر بپا ہوجائے گا، آہنی دیواروں کے حصار مبتلا دل محصور ہوکر رہ گیا تھا۔ قدم اٹھانے کی کہیں کوئی صاف جگہ نہیں مل رہی تھی آخر دل نہیں مانا تو غلبہ شوق میں اٹھے اور مسجد نبوی ﷺ کے دروازے کے قریب سے گزرتے ہوئے دزدیدہ نگاہوں سے انہیں دیکھ کر آئے کبھی دوسری طرف رخ کر کے اسکی گزرگاہ پر بیٹھ گئے اور دور ہی سے جلوہ خدا نما کا نظارہ کرلیا۔

اسی طرح دن گزرتے گئے اور دل کے قرین عشق کی چنگاری سلگتی رہی محبت کی تپش سے آنکھوں کی نیند اڑ گئی۔ چہرے کا رنگ اتر گیا جی کھول کر رو بھی نہیں سکتے تھے کہ دل کی بھڑاس نکلتی اور غم کا بوجھ ہلکا ہوتا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ حالات کے جبر اور جاں گسل ضبط نے بیمار ڈال دیا۔ باپ نے ہر چند علاج کرایا۔ وقت کے بڑے بڑے طبیب آئے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ جسم و تن کی بیماری ہو تو دوا کام بھی کرے عشق سے آزاد کا کیا علاج ہے کس مسیحا نے محبت کے مریض کو شفا بخشی ہے۔ جو وہ شفایاب ہوتا؟

ہزار جتن کے باوجود حالت دن بدن گرتی گئی۔ پھول کی طرح شگفتہ نوجوان سوکھ کر کانٹا ہو گیا ممتا کی ماری ہوئی ماں بالیں پکڑ کر روتی رہتی باپ گلوں کی طرح سر پٹکتا، خاندان کے افراد کف افسوس ملتے لیکن بیمار کا حال کوئی نہیں سمجھ پاتا اب بیمار عشق حیات کی آخری منزل کی طرف تیزی سے بڑھ رہا تھا۔ ناتوانی اور ضعف کی شدت سے آواز مدہم پڑ گئی۔ زبان کی گویائی جواب دینے لگی، کبھی کبھی ٹھنڈی آہوں کا دھواں فضا میں بکھر جاتا اور بس آج ایک عاشق مجبور کی زندگی کی آخری شام تھی آنکھیں پتھرانے لگیں، جسم کے انگ انگ سے موت کے آثار ابھرنے لگے، ہچکیاں لیتے ہوئے اس نے بھری نگاہوں سے باپ کی طرف دیکھا فرطِ محبت سے باپ کا کلیجہ پھٹ گیا، منہ کے قریب کان لگا کر کہا۔

”میرے لال: کچھ کہنا چاہتے ہو“۔

زبان کھلتے ہی آواز حلق میں پھنس گئی۔ بڑی مشکل سے اتنے الفاظ نکل سکے۔ ”آپ وعدہ کریں کہ میری زندگی کی آخری خواہش پوری کر دیں گے تب میں کچھ کہوں“۔

باپ نے دردناک اضطراب کے ساتھ جواب دیا میری جگر کی ٹھنڈک یہ بھی گھڑی وعدہ لینے کی ہے تمہاری خواہش پر اپنی جان کا قیمتی سرمایہ بھی لٹانے کے لئے تیار ہوں تم بے خطر اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ وعدہ کرتا ہوں کہ بے دریغ اسے پورا کروں گا۔

بیٹے نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان میں کہا۔

''بابا جان: برانہ مانیں، چند برسوں سے میں رسول عربی ﷺ کی عقیدت ومحبت کے اضطراب میں سلگ رہا ہوں۔ آپ کے خوف سے زندگی کا یہ مخفی راز ہم نے کبھی فاش نہیں ہونے دیا ان کی موہنی صورت، ان کا پرنور چہرہ اور ان کی دل آویز شخصیت نگاہ سے ایک لمحہ کے لئے اوجھل نہیں ہوتی۔ انہی کے خیال سے جاگتا ہوں جب۔ سے بستر پر علالت پر پڑا ہوں جلوہ اقدس کی ایک جھلک کے لئے ترس گیا ہوں اب جب کہ میری زندگی کا چراغ گل ہو رہا ہے۔

دل کی آخری تمنا ہے کہ ایک باران کے روئے تاباں کی زیارت کرلوں اور دم نکل جائے۔ زحمت نہ ہو تو ذرا انہیں خبر کر دیجئے کہ کاکل ورُخ کا ایک غلام دنیا سے رخصت ہو رہا ہے۔ بالیں پر کھڑے ہو کر اسے اخروی نجات کا مژدہ سنا دیں۔

بیٹے کی یہ آرزوئے شوق معلوم کر کے غصے سے باپ کا چہرہ تمتما اٹھا لیکن جلد ہی اس نے اپنے جذبات پر قابو پالیا۔ اکلوتا بیٹا زندگی کی آخری سانس کسی طرح کی فہمائش کا بھی موقع نہیں تھا چاروناچار بیٹے کا ناز اٹھانے کے لئے دل کو راضی کرنا پڑا۔

لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ میرے لخت جگر اگرچہ میرے لئے یہ بات سخت ناگواری کی ہے لیکن یہ خیال کر کے کہ تم دنیا سے حسرت زدہ ہو کر نہ جاؤ میں تمہاری

خواہش کی تکمیل کے لئے جارہا ہوں کل صبح سے مجھے اسرائیلی سماج کا مجرم کہا جائے گا لیکن تمہاری بے چین روح کی آسودگی کے لئے یہ ننگ بھی گوارا ہے۔

بادل ناخواستہ اٹھا اور کاشانہ نبوت ﷺ کی طرف چل پڑا قدم اٹھ نہیں رہے تھے اٹھائے جارہے تھے۔ مسجد اقدس کے دروازے پر کھڑے ہوکر آواز دی ''محمد عربی سے ملنا چاہتا ہوں، کوئی انہیں خبر کردے۔

چند ہی لمحے کے بعد سرکار رسالت ﷺ سامنے جلوہ گر تھے ارشاد فرمایا ''تمہیں کیا کہنا ہے''۔

دل کا کشور فتح کر لینے والی یہ آواز سن کر یہودی کی ذہن وخیال کی بنیاد ہل گئی۔ بھرائی ہوئی آواز میں کہا''میرا اکلوتا بیٹا عین شباب کی منزل میں دنیا سے رخصت ہورہا ہے تمہاری عقیدت ومحبت کا سحر حلال اب اسے موت کی آغوش میں سلانا چاہتا ہے تمہارے جمال کی زیبائش وکشش پر سارا عرب دیوانہ ہے اس نے ہمارے یہودی نژاد بچے کو بھی ایک عرصے سے گھائل کر رکھا ہے اب وہ بستر مرگ پر تڑپ رہا ہے اس کی آخری تمنا ہے کہ اس کی بالیں پر کھڑے ہوکر اپنی خوشنودی اور اخروی نجات کا مژدہ سنادو۔

یہ سنتے ہی سرکار رسالت ماب ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا: چلو اس فیروز بخت نوجوان کو دیکھ آئیں جس کے خیر مقدم کے لئے آسمانوں میں ہنگامہ شوق برپا ہے۔

انتظار کرتے کرتے بیمار آنکھیں بند ہوگئی تھیں باپ نے سرہانے کھڑے ہوکر آواز دی۔

نورعین! آنکھیں کھولو: تمہارے مرکز عقیدت آگئے یہ دیکھو: سر بالیں محمد ﷺ عربی کھڑے ہیں۔

اس آواز پر جاتی ہوئی روح پلٹ آئی بیمار نے آنکھیں کھول دیں نظر کے سامنے عرش کی قندیل کا نور چمک رہا تھا نحیف وکمزور آواز میں اظہار تمنا کیا۔

''سرکار ﷺ! دل میں عشق وایمان کی مقدس امانت لئے ہوئے ایک عالم جاوید کی طرف جارہا ہوں کاکل ورخ کے غلاموں میں میرا نام درج کرلیا جائے خدائے لاشریک کا ایک سجدہ بھی نامہ زندگی میں نہیں ہے اس تہہ دستی کے باوجود کیا میں اپنی نجات کی امید رکھوں؟

سرکار ﷺ نے تسلی آمیز لہجے میں ارشاد فرمایا'' زبان سے کلمہ توحید کا اقرار کرکے دائرہ اسلام میں داخل ہوجاؤ تمہاری نجات کا میں ضامن ہوں''۔

نوجوان کا باپ یہ جواب سن کر پھوٹ پڑا جذبات میں بے قابو ہوکر بیٹے کو تلقین کی۔

فرزند سعید! ہزار دشمنی کے باوجود دل کا اعتراف اب نہیں چھپا سکتا کہ ایک سچے پیغمبر ﷺ کی زبانِ حق ترجمان سے یہ جملہ صادر ہوا ہے۔ فرش گیتی پر کسی بندے کو اس سے زیادہ کوئی ارجمند گھڑی نہیں میسر آسکتی کہ مالک کبریا کا حبیب ﷺ اس کی نجات کیلئے اپنی ضمانت پیش کررہا ہے تم صاف وصریح لفظوں میں وعدہ لے کر دائرہ اسلام میں داخل ہوجاؤ''۔

نوجوان نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔

سرکار ﷺ قبر کی منزل سے لے کر دخول جنت تک آپ کی ضمانت پر اسلام قبول

کرتا ہوں اشھدان لاالہ الا اللہ و اشھدان محمد عبدہ ورسولہ کی مدہم آواز فضا میں گونجی اور کشور محبت کے ایک فیروز بخت نوجوان نے ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ ماتم واندوہ سے سارے گھر میں کہرام مچ گیا۔

نوجوان کے باپ نے ڈبڈباتے ہوئے کہا۔

حضور اب یہ جنازہ میرا نہیں ہے اسلام کی مقدس امانت ہے اب یہ میرے گھر کے بجائے آپ کے در رحمت سے اٹھے گا۔ تجہیز و تکفین کی ساری ذمہ داری آپ ہی کے سپرد ہے۔

باپ کی درخواست قبول فرمالی گئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

عشق و ایمان کا یہ گنج گرانمایہ اپنے دوش پر اٹھالو۔ عروس نو بہار کی طرح ''یہ جنازہ مدینے کی گلیوں سے گزرے گا''۔

مرگ عاشق کی سارے مدینے میں دھوم مچ گئی تھی۔ جنازے میں شرکت کے لئے آس پاس کی ساری آبادیاں سمٹ آئیں آخری دیدار کے لئے چہرے سے جونہی کفن ہٹایا گیا آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی عارض تاباں سے نور کی کرن پھوٹ رہی تھی۔ ہونٹوں پر تبسم رقصاں تھا۔ جانے والا خالی ہاتھ نہیں تھا۔ کونین کی خلعتیں کفن کے پردوں میں چھپائے ہوئے تھا۔

عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے اٹھا کثرت ازدہام سے مدینے کی گلیوں میں تل رکھنے کی جگہ باقی نہیں تھی۔ پتھروں کے سینے پر کف پا کا نقش بٹھانے والے سرکار ﷺ آج جنازہ کے ہمراہ پنجوں کے بل چل رہے تھے اس ادائے رحمت کی کنہہ معلوم کرنے

کے لئے لوگ تصویر شوق بنے ہوئے تھے نہیں رہا گیا تو آخر ایک صحابی نے پوچھ ہی لیا۔

ارشاد فرمایا: آج عالم بالا سے رحمت کے فرشتے اتنی کثرت سے جنازے میں شریک ہیں کہ ان کے ہجوم میں بھر پور قدم رکھنے کی کوئی جگہ نہیں مل رہی ہے۔

جنت البقیع میں پہنچ کر جنازہ فرش خاک پر رکھ دیا گیا لحد میں اتارنے کے لئے سرکار ﷺ خود اندر تشریف لے گئے داخل ہونے سے پہلے ہی عاشق کی قبر رحمت و نور سے جگمگا اٹھی اپنے دست کرم کا سہارا دے کر سرکار رسالت ﷺ نے جنازہ لحد میں اتارا۔ کافی دیر کے بعد لحد سے باہر تشریف لائے تو پسینے میں شرابور تھے چہرے پر خوشی کا انبساط لہرا رہا تھا۔

تجہیز و تدفین سے فراغت کے بعد حلقہ بگوشوں نے دریافت کیا۔

حضور ﷺ! چہرہ زیبا پر پسینے کے قطرے کیوں چمک رہے ہیں ایسا لگتا ہے کہ سرکار ﷺ کو کسی بات کی مشقت اٹھانی پڑی ہے۔

حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب مرحمت فرمایا۔

اس عاشق جواں سال نے دم واپسی مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ لحد کی منزل سے لے کر دخول جنت تک میری رحمتوں کی ضمانت اسے حاصل رہے گی۔ میرے اشارے ابرو کی شے پا کر حوران خلد کا بہت بڑا اژدہام اس کی لحد کے قریب پہلے ہی جمع ہو گیا تھا جونہی اسے لحد میں اتارا گیا چہرے کی بلائیں لینے کے لئے وہ ہر طرف سے بے تحاشہ ٹوٹ پڑیں ہجوم شوق کا امڈتا ہوا سیلاب میرے ہی قدموں سے گزر رہا تھا اسی عالم وارفتہ حال میں مجھے تھوڑی سی مشقت اٹھانی پڑی اور میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور ایسا ہونا بھی رحمت کا ہی تقاضہ تھا کہ پسینے کے چند قطرے کفن کی چادر پے ٹپک گئے اب

اس کی خواب گاہ صبح محشر تک مہکتی رہے گی"۔

بندہ نوازی کی یہ روداد جاں فروز معلوم کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روحیں اپنے اپنے قالب میں جھوم اٹھیں عشق مصطفیٰ ﷺ کی سرفرازی نے ایک ایسے نوجوان کو اخروی اعزاز کے منصب عظیم پر پہنچادیا تھا جس کے نامہ حیات میں ایک سجدہ بندگی کا بھی اندراج نہیں تھا۔

بچپن نے پھر تجھ کو خوب کھلایا   جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر تجھ کو کیا کیا دکھایا   اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے   یہ عبرت کی جاہ ہے تماشہ نہیں ہے

اے نوجوان! تیری جوانی خدا تعالیٰ کی نعمت ہے۔

تو اسکی قدر کر۔۔۔۔۔جوانی کی صبح خدا تعالی اور اس کے محبوب سرکار اعظم ﷺ کی یاد میں گزار۔۔۔۔جوانی کی دوپہر اپنے خدا تعالیٰ اور اس کے محبوب سرکار اعظم ﷺ کی رضا میں بسر کر۔۔۔جوانی کی رات اپنے رب خدا تعالیٰ اور اسکے محبوب سرکار اعظم ﷺ کو منانے میں گزار دے۔

تیری یہ جوانی! خدا تعالیٰ کی امانت ہے۔۔۔۔اس امانت کو سنبھال۔۔۔۔ اس امانت میں خیانت نہ کر ۔۔۔۔۔دیکھ تیری آنکھیں کسی نامحرم کو دیکھنے کے لئے نہیں ہیں۔۔۔تیرا ذہن کسی دوشیزہ کی یاد کے لئے نہیں۔۔۔۔۔تیرا دل کسی خوبصورت اور حسن و جمال والی لڑکی کی محبت میں گرفتار ہونے کے لئے نہیں۔۔۔۔۔تیرے ہاتھ اپنی جوانی کو ضائع کرنے کیلئے نہیں۔۔۔۔تیرے پاؤں کسی کلب، کیفے اور بے ہودہ

مقامات پر جانے کے لئے نہیں۔۔۔۔دیکھ تیرے کان موسیقی اور نامحرم کی گفتگو سننے کے لئے نہیں۔۔۔۔تیرا منہ فحش گالیوں اور نامحرم لڑکیوں سے بے تکلفی کیساتھ گفتگو کرنے کے لئے نہیں۔۔۔تیرا مال عشق مجازی پر ضائع کرنے کے لئے نہیں۔۔۔۔

تیرا وقت بری صحبتوں اور کھیل کود میں ضائع کرنے کے لئے نہیں۔۔۔۔۔۔

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے

اے نوجوان! تیرا مقام تو یہ ہے کہ

تیری آنکھیں بیت اللہ اور سرکار اعظم ﷺ کی سنہری جالیوں کو دیکھنے کے لئے ہیں۔۔۔۔تیرا ذہن تصور مصطفیٰ ﷺ کے مزے لوٹنے کے لئے ہے۔۔ ۔۔ تیرا دل سرکار اعظم ﷺ کا مدینہ ہے۔۔ ۔تیرا دل آماجگاہ مصطفیٰ ﷺ ہے۔۔۔ ۔تیرے ہاتھ غلاف کعبہ اور دامن مصطفیٰ ﷺ کو تھامنے کے لئے ہیں۔۔۔تیرے پاؤں مسرت اور شادمانی کیساتھ دربار سرکار اعظم ﷺ میں حاضری کے لئے ہیں۔۔۔تیرے کان ذکر خدا و مصطفیٰ ﷺ کی نورانی صدائیں سننے کے لئے ہیں۔۔۔ ۔۔تیرا منہ سرکار اعظم ﷺ پر درود و سلام پڑھنے اور ان کی شان بیان کرنے کے لئے ہے۔۔۔۔۔تیرا وقت سرکار اعظم ﷺ کے پیغام کو کائنات کے گوشے گوشے پہنچانے کے لئے ہے۔۔۔۔۔

تیری زندگی سرکار اعظم ﷺ پر قربان کرنے کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہر برے رسم و رواج اور روایات سے محفوظ فرمائے اور

اسلامی اقدار کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین، ثم آمین۔

فقط والسلام

الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی

17 ذی قعدہ 1427ھ بمطابق 10 دسمبر 2006ء



اپریل فول جھوٹ بولنے کا جدید طریقہ

آج کے پرفتن دور میں لوگ جس طرح سچائی اور حق سے دور ہوتے جارہے ہیں اسی طرح سچ بولنے اور حق بات کرنے سے بھی محروم ہیں ہر بات میں جھوٹ بولنا رواج اور فیشن بن چکا ہے جس زبان سے مسلمان کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں اس زبان سے جھوٹ بولنا مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا جھوٹ بولنا اور جھوٹوں کا ساتھ دینا مومن کا شیوہ نہیں مومن کو سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے رب تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے۔

القرآن: ترجمہ:......اے ایمان والو! سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان والے وہی کامیاب ہیں جو خود سچے ہیں، سچ بولتے ہیں جھوٹ سے بچتے ہیں، سچ بولنے کی تعلیم دیتے ہیں اور سچوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں۔

اب جھوٹ کی مذمت میں احادیث ملاحظہ ہوں۔

حدیث شریف:......سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ (از: بہارِ شریعت)

شرح الصدور میں ہے کہ جھوٹ بولنے والے کی سزا سرکارِ اعظم ﷺ کو خواب میں یہ دکھائی گئی کہ اسے گدی کے بل (یعنی چت) لٹایا ہوا تھا اور ایک شخص لوہے کا چمٹا لئے اس پر کھڑا تھا اور وہ ایک طرف سے اس کی بانچھ (گال) چمٹے سے پکڑ کر گدی تک چیرتا ہوا لے جاتا ہے اس طرح آنکھ اور ناک کے نتھنے میں بھی چمٹا گھونپ کر چیرتا ہوا گدی تک لے جاتا ہے جب ایک طرف یہ عمل کر لیتا ہے تو دوسری جانب آجاتا اور یہی عمل کرتا اتنی دیر میں پہلی جگہ پھر اصلی حالت میں آجاتی پھر پہلی جگہ کو اسی طرح چیر پھاڑ ڈالتا۔ جھوٹ بولنے والے کو یہ سزا قیامت تک ملتی رہے گی اور قیامت کا عذاب جدا

ہے۔(بحوالہ:شرح الصدور)

ان تمام احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور جو لوگ جھوٹے ہیں ان کے لئے عذاب تیار کر رکھا ہے اب ہم اپنے اصل عنوان ''اپریل فول'' کی طرف آتے ہیں۔

اپریل فول کی شرعی حیثیت

اپریل فول سے مراد یکم اپریل کو جھوٹ بولنا پھر یہ کہنا کہ میں اپریل فول منا رہا تھا اس طرح کے حیلے بہانے سے جھوٹ بول کر اس کا نام اپریل فول رکھا گیا ہے، شریعت کے مطابق یہ سراسر جھوٹ بولنے کا نیا طریقہ ایجاد کیا گیا ہے اور ساتھ ہی دھوکہ بازی بھی ہے جھوٹ بول کر دھوکہ دینا سخت گناہ ہے لہٰذا اپریل فول جھوٹ اور دھوکے بازی پر مبنی ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔لوگوں کو ہنسانے کے لئے اور مذاق میں جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور ہلاکت کا سبب ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

حدیث شریف:......سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا بندہ بات کرتا ہے محض اس لئے کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے۔اس کی وجہ سے دوزخ کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان کے درمیانے کے فاصلہ سے زیادہ ہے اور زبان کے درمیانے کے فاصلہ سے زیادہ ہے اور زبان کی وجہ سے جتنی لغزش ہوتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی قدم سے لغزش ہوتی ہے۔(بحوالہ:بیہقی شریف)

حدیث شریف:......سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہلاکت ہے اس کے لئے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے ہلاکت ہے اس

کے لئے ہلاکت ہے۔(بحوالہ: ترمذی شریف)

ان دونوں احادیث سے اپریل فول جیسی غلط روایت کا قلع قمع ہوا ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ روایت اسلام اور سرکارِ اعظم ﷺ کی تعلیمات کے منافی ہے یاد رکھئے کسی بچے کو پھسلانے کے لئے بھی جھوٹ بولنا حرام ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

حدیث شریف:...... حضرت سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ اعظم ﷺ ہمارے مکان میں تشریف فرماتھے میری ماں نے مجھے بلایا کہ آؤ تمہیں دوں گی (جیسا کہ آج کل اکثر بچے بھاگ رہے ہوتے ہیں تو ماں باپ یہ کہتے ہوئے بچوں کو بلاتے ہیں کہ بیٹا ادھر آؤ چیز دیں گے) سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا کچھ دینے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے عرض کی کھجوروں کی (یہ سن کر) سرکارِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم کچھ نہ دیتیں تو یہ تمہارے ذمے جھوٹ لکھا جاتا۔(بحوالہ: بہار شریعت)

آج کل بچوں کو بہلانے پھسلانے مذاق مستی اور دل لگی میں جھوٹ بولنے کا عام رواج ہے جھوٹ بول کر فوراً یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اجی ہم تو مذاق کر رہے تھے کبھی کبھی یہ مذاق اور دل لگی بڑی مہنگی پڑ جاتی ہے کیمیائے سعادت میں حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپس میں ٹھٹھا مذاق مت کیا کرو کہ اس طرح (ہنسی ہی ہنسی میں) دلوں میں نفرت بیٹھ جاتی ہے اور برے افعال کی بنیادیں دلوں میں استوار ہو جاتی ہیں۔(بحوالہ: کیمیائے سعادت)

اپریل فول کا وبال

مقامی اخبار میں کچھ عرصے قبل ایک خبر شائع ہوئی جو کہ کراچی کے ایک علاقے کی تھی ایک دوست نے اپنے دوست سے کہا کہ تمہارے والد صاحب کا انتقال ہو گیا

ہے اتفاق سے وہ دوست دل کا مریض تھا چنانچہ والد صاحب کے انتقال کی خبر سن کر اس کو ہارڈ اٹیک ہوا دیکھتے ہی دیکھتے نوجوان موقع پر ہی جاں بحق ہو گیا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دوست اپنے دوست کے ساتھ اپریل فول منا رہا تھا۔ یعنی مذاق میں جھوٹ بول رہا تھا مگر اس کا نقصان اپنے دوست کی موت کی صورت میں ہوا۔

کیا مسلمان بھی جھوٹ بول سکتا ہے

اپنے دور کے مجدد حضرت اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمہ اپنے استاد محترم حضرت مُلّا جیون علیہ الرحمہ ایک موقع پر اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آپ سے کہنے لگا کہ آپ کی بیوی بیوہ ہو گئی یہ سن کر حضرت ملا جیون علیہ الرحمہ سخت پریشانی کے عالم میں کچھ سوچنے لگے۔ وہاں موجود لوگ آپ کی پریشان دیکھ کر کہنے لگے کہ آپ کی بیوی کیسے بیوہ ہو سکتی ہے جب کہ آپ زندہ ہیں یہ سن کر آپ فرمانے لگے کہ میں اس لئے پریشان ہوں اور یہ سوچ رہا ہوں کہ کیا ایک مسلمان بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔

اے مسلمانو! تمہیں اپریل فول کے نام پر دھوکہ دیا جا رہا ہے یہود و ہنود ہمیں ایسی روایات کے اندر مشغول کروا کر ہمیں اسلامی طریقوں سے دور کرنا چاہتے ہیں، بد عملی کے گڑھے میں پھینکنا چاہتے ہیں رب تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے قریب نہیں ہونے دیتے اور جہنم سے قریب کرنا چاہتے ہیں مگر بے چارہ نادان مسلمان جسے مال کمانے کے تو ہزاروں راستے معلوم ہیں مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ سے قربت حاصل کرنے کا ایک راستہ بھی معلوم نہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اغیار کے راستوں سے ہٹ کر اپنے محبوب ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین

بسنت کی حقیقت

فہرست مضامین



پیش لفظ

بہار کا موسم آتے ہی لاھور شہر میں بوکاٹا کی صدائیں گونجنا شروع ہو جاتی ہیں ہر طرف طوفانِ بدتمیزی نظر آتا ہے ملک بھر سے بلکہ دنیا بھر سے لوگ بسنت منانے کے لئے لاھور آتے ہیں اُنہیں دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ بے چارے زندگی میں پہلی مرتبہ آزادی کے ساتھ پتنگ اُڑا رہیں ہوں، مکانات کی چھتیں اس طرح بک کرواتے جیسے وہ اپنے مکانات کی چھتوں سے محروم ہوں میڈیا بسنت کو اس طرح کوریج دیتا ہے جیسے بہت بڑا معرکہ سَر کیا ہو، میڈیا دن بھر اس کی کوریج کو اپنی معراج سمجھتا ہے یہی وہ میڈیا ہے جسے مذہبی پروگراموں کو زیادہ دیر کوریج دینے میں موت آتی ہے۔

سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اعلیٰ حکّام خود اس بسنت کی سرپرستی کرتے ہیں اور اس پروگرام میں خصوصی شرکت کرتے ہیں بسنت منانے والوں کو ''زندہ دلانہ لاھور'' کہا جاتا ہے یوں بند لفظوں میں بسنت نہ منانے والوں کو ''مردہ دل'' کہا جاتا ہے اَب حقائق کی روشنی میں یہ بیان کیا جائے گا کہ دراصل اس زندہ دلی کے پیچھے کیا حقیقت ہے؟ اس بسنت کی کیا حقیقت ہے؟



بسنت کا آغاز:

بسنت کا آغاز ہندوستان کے دوصوبوں میں ہوا، اُتر پردیش اور پنجاب مؤرخین یہ طے نہیں کر سکے کہ بسنت پہلے اُتر پردیش میں منائی گئی یا پنجاب میں۔ تاہم پیلے رنگ کی مناسبت سے قرین قیاس اس تہوار کی جائے پیدائش پنجاب ہے یہ تہوار جس وقت منایا جاتا تھا وہ سرسوں پھولنے کا موسم ہوتا تھا، پنجاب کے کھیتوں میں سرسوں کے پھول لہلہارہے ہوتے تھے، سرسوں کے پھول پیلے رنگ کے ہوتے ہیں، تہوار منانے والے بھی چونکہ پیلے رنگ کے کپڑے پہنتے تھے لہٰذا مؤرخین کا خیال ہے اس تہوار کا سرسوں سے گہرا تعلق ہے سرسوں کا پھول موسمِ بہار کی آمد کا اعلان ہوتا ہے۔ پنجاب کے لوگ سرسوں پھولتے ہی اپنے مویشی باڑوں سے نکال کر صحنوں میں باندھنا شروع کر دیتے ہیں، بھاری لحافوں کی جگہ ہلکی رضائیاں اور گرم چادروں کی جگہ بغیر بازوؤں کے سوئٹر لے لیتے ہیں کچھ مؤرخین کا خیال ہے بسنت سردی کے اختتام اور موسمِ بہار کی آمد کا تہوار ہے وہ اس ضمن میں ہندی کی ایک ضرب المثل بطور ثبوت پیش کرتے ہیں، ''بسنت، پالا اڑنت'' یعنی بسنت آئی اور سردی اُڑ گئی۔ یہ تہوار پنجاب سے اُتر پردیش کیسے پہنچا اور اُتر پردیش سے پھر آگے ہندوستان کے باقی حصّوں تک اس کی رسائی کیسے ہوئی؟ اس کے بارے میں تاریخ خاموش ہے شاید اس کی بڑی وجہ یہ ہو کہ یہ تہوار ہندوستان میں کبھی قومی تقریب کی شکل اختیار نہیں کر سکا۔ یہ سچ ہے یہ ہر دور میں منایا جاتا رہا، لیکن ملک گیر سطح پر کبھی اِسے پذیرائی حاصل نہ ہو سکی، اس لئے آج تک کسی نے پوری سنجیدگی سے اس کی جڑوں، اس کی اوریجن کے بارے میں تحقیق نہیں کی لیکن یہ طے ہے کہ ہندوستان میں اشوک دور ہو، بابر یا بہادر شاہ ظفر کا

عہد، بسنت ہر دور میں کم اہم اور غیر مقبول تہوار رہا۔ شروع شروع میں اسے پنجاب کے کسان، اُترہ پردیش کے دہقان اور مدراس کے غریب ہاری مناتے تھے۔ مغلوں نے اس کی سرپرستی شروع کی تو یہ امراء کے محلات سے باہر نہ نکل سکا۔

پتنگ بازی کی تاریخ:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کیا ہندوستان میں اس سے پہلے پتنگ موجود تھی؟ کیا بسنت کے تہوار پر پتنگ بازی بھی ہوتی تھی؟ جہاں تک پتنگ کے وجود کا سوال ہے، ہندوستان میں پتنگ بازی کا فن صدیوں سے موجود تھا۔ یہ پتنگ بازی کی ایجاد کا سہرہ دو اقوام لیتی ہیں چینی اور مصری۔ چینیوں کا دعوٰی ہے کہ پہلی پتنگ 400 سال قبلِ مسیح میں چین میں بنائی گئی اور اُڑائی گئی، اس کے بعد چین کی اشرافیہ اپنے اکثر تہواروں اور تقریبات میں پتنگیں اُڑاتی تھیں۔ شاہی خاندان پتنگ سازوں کی باقاعدہ حوصلہ افزائی کرتا تھا، اس دور میں پتنگ سازی کے ماہرین کو دربار میں عہدہ دیا جاتا تھا۔ چینیوں کے برعکس مصریوں کا دعوٰی ہے کہ پتنگ سازی فرعون کے دور میں موجود تھی، اس ضمن میں وہ اہراموں سے برآمد ہونے والی تصاویر اور بت بطور ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ان تصاویر میں فرعون کو پتنگیں اُڑاتے دکھایا گیا تھا۔ مصریوں کا کہنا تھا یہ فن مصری جہاز رانوں یا تاجروں کے ذریعے چین پہنچا، چینی بادشاہوں نے اسے شرفِ قبولیت بخشا اور یوں پتنگیں چین میں رائج ہو گئیں۔ مصر میں چونکہ پتنگ بازی صرف شاہی خاندانوں تک محدود تھی لہٰذا یہ شاہی کھیل کھل کر سامنے نہ آسکا جب کہ چین میں بادشاہوں نے اسے عام کر دیا۔ یوں پتنگ چینیوں کی ایجاد محسوس ہونے لگی، اگر ہم مصریوں کے دلائل تسلیم کر لیں تو پھر پتنگ بازی کی تاریخ

پانچ ہزار سال قبل مسیح ہے لیکن یہ بات بھی حقیقت ہے کہ پتنگ چین سے ہو کر ہی برصغیر اور پھر یورپ پہنچی، برصغیر میں پتنگ بازی، پتنگ سازی اور پتنگ کو بطور صنعت قائم کرنے کا اعزاز بودھ مت کے پیروکاروں کو حاصل ہے۔

بودھ بھکشو پہلی پتنگ ہندوستان لے کر آئے، ہندوستان کے باسیوں کے لئے یہ ایک بالکل نئی اور حیران کن چیز تھی، لہٰذا یہ بڑی تیزی سے پورے ہندوستان میں رائج ہوگئی، ہندو راجاؤں اور مہاراجاؤں نے اس کی پذیرائی کی۔ اپنی نگرانی میں پتنگیں تیار کرائیں، پتنگیں اُڑانے کے لئے ٹیمیں بنائیں اور پھر عوام کو یہ ''میچ'' دیکھنے کی دعوت دی۔

بسنت کی حقیقت:

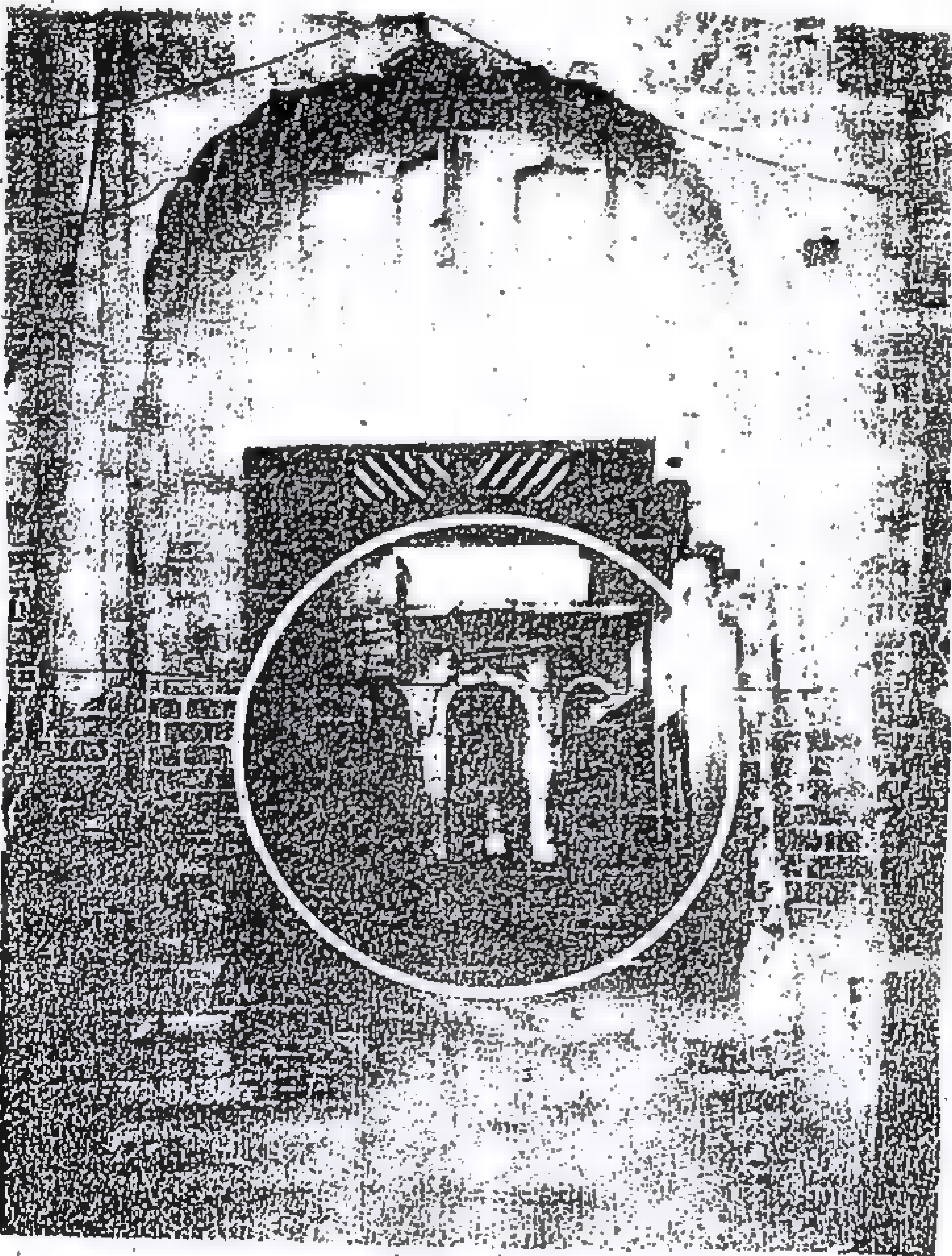
مشہور سکھ مؤرخ جناب ڈاکٹر بی۔ ایس نجار نے اپنی کتاب بنام ''پنجاب آخری مُغل دورِ حکومت میں'' میں ذکر کیا ہے۔ (1759ء-1707ء)

زکریا خان پنجاب کا گورنر تھا ڈاکٹر بی۔ ایس نجار لکھتا ہے کہ حقیقت رائے نامی ہندو شخص باکھمل پوری سیالکوٹ کے کھتری کا جوان لڑکا تھا ایک دن حقیقت رائے نے سرکارِ اعظم ﷺ اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کی اس جرم میں حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کاروائی کے لئے لاہور بھیجا گیا اس واقعے سے پنجاب کی ساری غیر مُسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا کچھ ہندو افسر مل کر زکریا خان (گورنر پنجاب) کے پاس گئے اور گورنر پنجاب زکریا خان سے درخواست کی کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے لیکن گورنر پنجاب زکریا خان نے کسی کی کوئی سفارش نہ سُنی اور سزائے موت کے حکم پر نظرِ ثانی سے انکار کر دیا جس کے اجراء میں حقیقت رائے کو ایک ستون سے

باندھ کر اُسے کوڑوں کی سزا دی گئی اس کے بعد حقیقت رائے کی گردن اُڑا دی گئی جس پر پنجاب کی ساری غیر مُسلم آبادی نوحہ کناں رہی۔

حقیقت رائے گستاخ رسول کی یادگار (مڑہی) کوٹ خواجہ سعید (کھوجے شاہی) لاھور پنجاب میں ہے (اب یہ جگہ بارے دی مڑہی) کے نام سے مشہور ہے۔

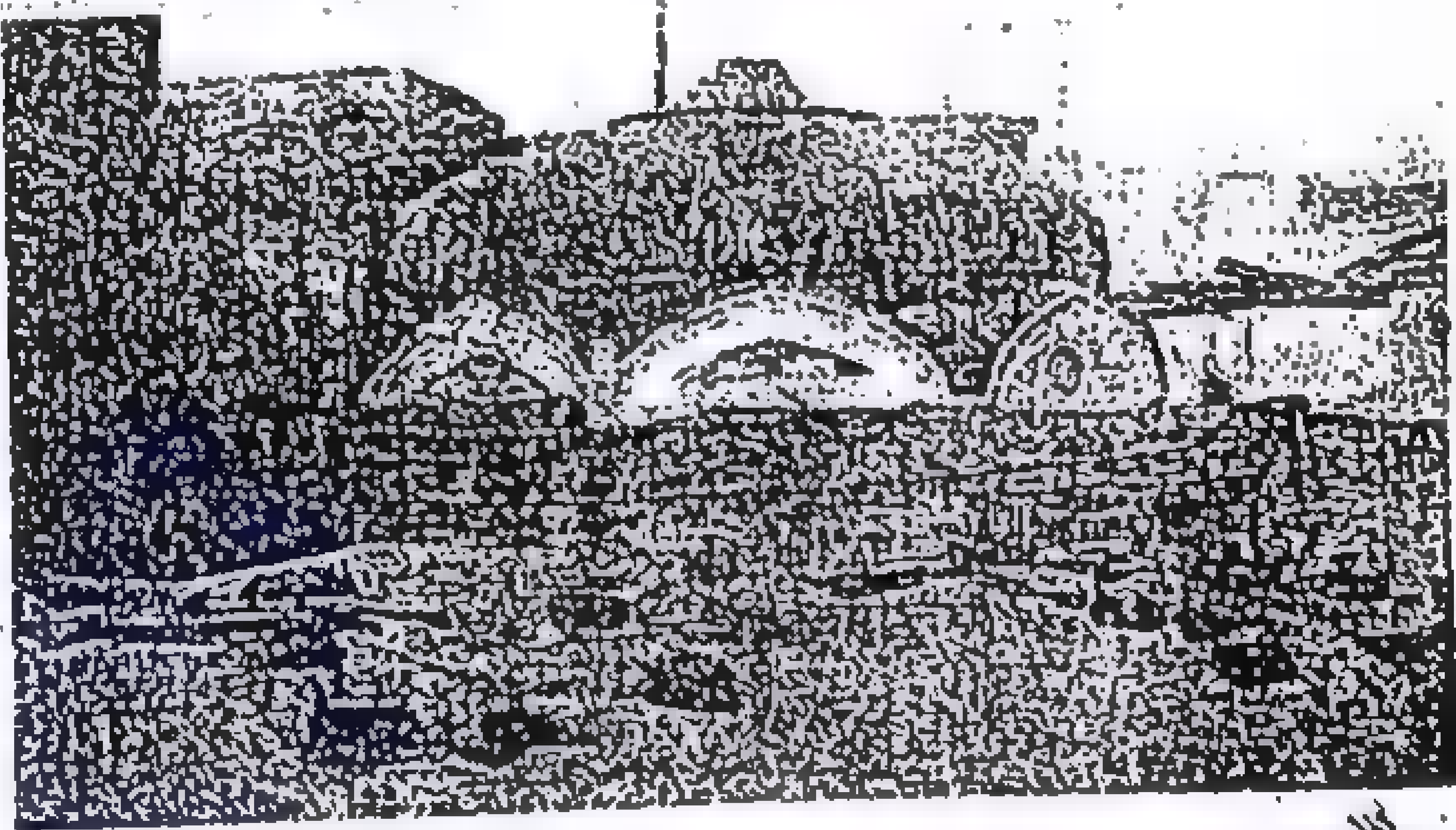
تصویر نمبر 1

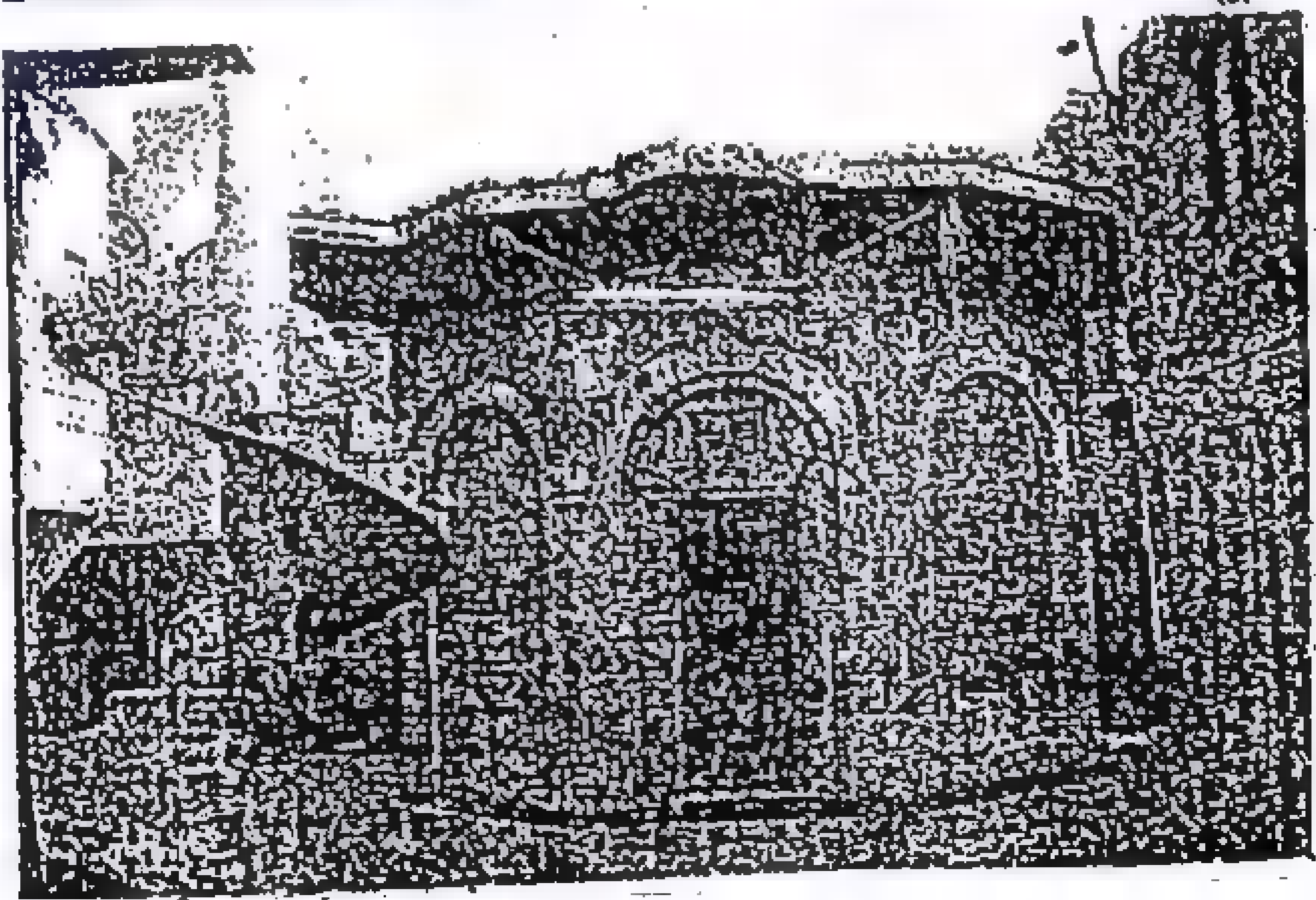


حقیقت رائے کے مرگھٹ پر کالو رام کی بنائی گئی سیر گاہ کا مرکزی دروازہ۔ اب اس سیر گاہ کے اندر اور باہر مکانات بن چکے ہیں۔

جہاں ہندو رئیس کالورام نے بسنت میلے کا آغاز کیا اس کی یادگار بھی اس علاقے میں قبرستان کے ساتھ ہی موجود ہے۔ بھاٹی گیٹ سے 50 نمبر ویگن کا آخری اسٹاپ بھی یہی ہے اسی کتاب کے صفحہ نمبر 279 پر لکھا ہے کہ پنجاب کا بسنت میلہ اسی گستاخِ رسول اور گستاخِ اہلبیت ہندو حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ (معاذ اللہ)

تصویر نمبر 2





بھارت کی انتہا پسند ہندو تنظیم شیو سینا کے سربراہ بال ٹھاکرے کا لاہور میں بسنت پر خوشی کا اظہار۔

تصویر نمبر 3



شرم تم کو مگر نہیں آتی

لاہور میں بسنت ہندو مذہب کی عظیم کامیابی ہے، بال ٹھاکرے

بھارت اور پاکستان کے درمیان ثقافتی ہم آہنگی کیلئے لاہوری عوام کے اقدامات قابل تعریف ہیں

مسلمان تقسیم ہند سے قبل بھارتی ثقافت اپنا لیتے تو لاکھوں افراد کی جان بچائی جا سکتی تھی



ہندو مصنف منشی رام پرشاد ماتھر کی کتاب "ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت" میں بسنت کو ہندو تہوار قرار دیا ہے۔

کتاب کا عکس



ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت

منشی رام پرشاد ماتھر
بی اے (علیگ)

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تصویر نمبر 6

ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت

جس میں

منطقہ حارہ کی حالت۔ ریگستان کی صورت۔ اکبری فصلی۔ ہجری اور عیسوی سنہ کی ضرورت دعا کی قوت اور خدا کی عجیب حکمت کا اظہار کرکے ہندوؤں کا زبردست اخلاقی اور تمدنی انتظام بیان کیا گیا ہے اور اسلامی اور عیسوی تہذیب کا ذکر خیر کرکے ہندو مسلم اتحاد کی تحریک کی گئی ہے۔ اور ہندو تیوہاروں کی تاریخی اور جغرافیائی ضرورت ثابت کی گئی ہے۔

مصنفہ

منشی رام پرشاد صاحب ماتھر۔ بی اے (علیگ)
ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول پنشنر
سابق ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول بستی و ہمیر پور و گونڈہ و ڈوڈا منڈ جوبلی ہائی اسکول آفیج ڈپٹی انسپکٹر مدارس۔ جالون۔ فرخ آباد۔ ایٹہ و متھرا۔ پروفیسر کنینڈین مشن کالج اندور سنٹرل انڈیا

مصنف اصول التعلیم کی رام کہانی۔ نئی تعلیم کا آئینہ۔ وہ جانور جو نظر نہیں آ سکتے۔ ٹیچنگ دی ٹیچر۔ تعمیر انسان کی زندگی وغیرہ وغیرہ

ملنے کا پتہ:۔ ع۱۶ مسرو جنی دیوی کا لین مقبول گنج کٹرہ لکھنؤ

سنہ ۱۹۴۲ء

مطبوعہ دی فائن پریس ہیویٹ روڈ لکھنؤ
بار اول ایک ہزار مجلد

تعداد صفحات ۳۱۶ (تمام حقوق محفوظ ہیں) (تقطیع ۲۲×۱۸/۸)

تصویر نمبر 7
دلانے کے واسطے ویدویاس جی نے جانشٹر کو یہ برت بتایا۔
چونکہ گنیش جی تمام سنکٹ یا تکالیف دور کرنے والے خیال کئے جاتے ہیں اسلئے اس گنیش چوتھ کو سنکٹ چوتھ یا سکٹ چوتھ کہتے ہیں۔

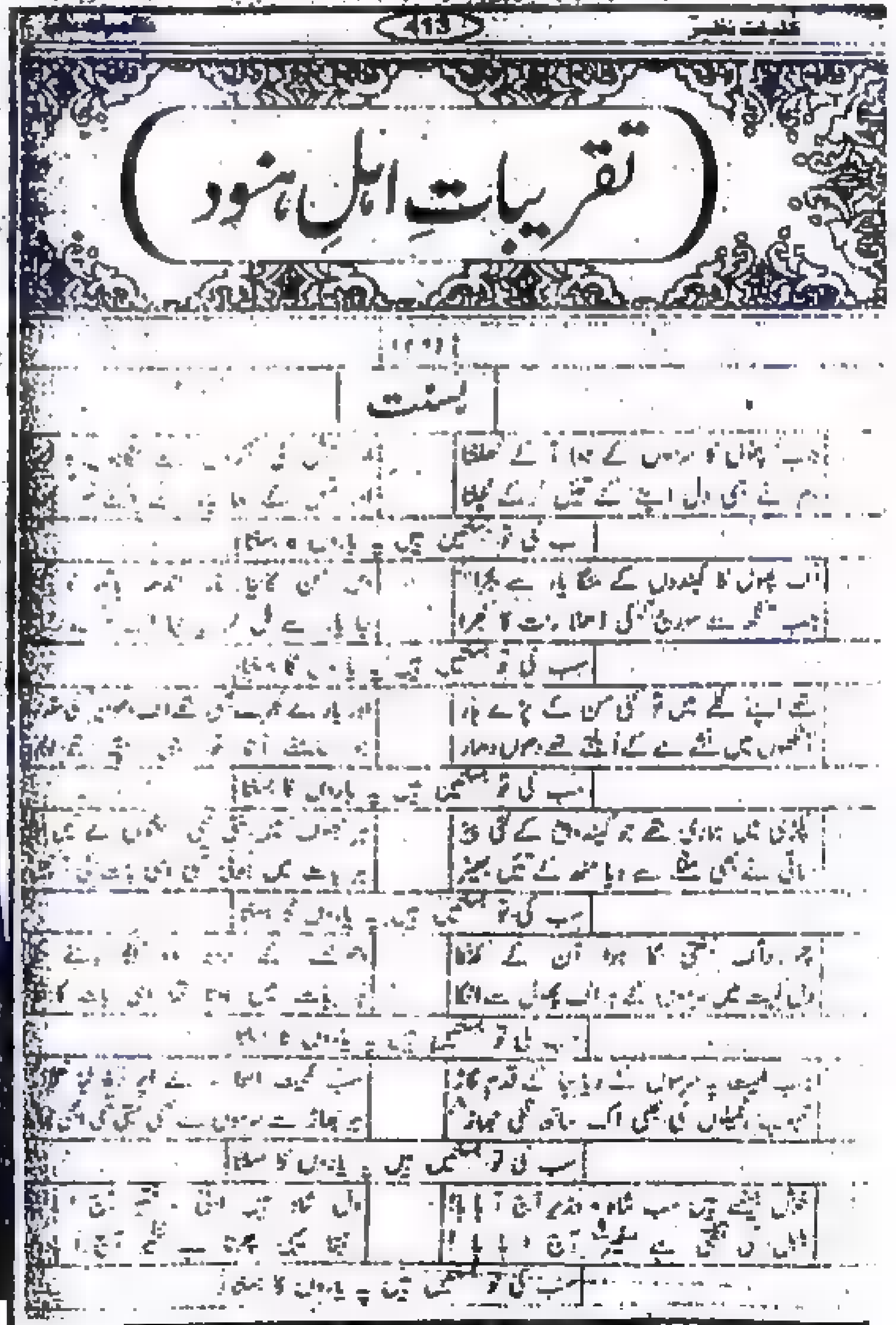
کُرتیج یاکرچوتھ اس کے دس پندرہ روز بعد عورتیں ایک چھوٹا سا تیوہار مناتی ہیں جس کو کُرتیج یاکُرچوتھ کہتے ہیں۔
سنکرانت کے گنگا اشنان کے بعد ہر یالی تیج یاکرواچوتھ کی طرح یہ عورتوں کا پہلا تیوہار ہے اس روز بھی وہ سہاگ والی دیوی یعنی گوریا پاربتی جی کی پرستش کرکے اپنے خاوندوں کی زندگی اور آسایش کی دعا کرتی ہیں اور خاندان کی بزرگ عورتوں کے واسطے لذیذ میٹھا کھانا بناکر پیش کرتی ہیں۔ بعض قوموں میں اس روز جیونٹیوں کو چگا بھی ڈالا جاتا ہے۔

بسنت پنچمی اب فصل کے بار آور ہونیکا اطمینان ہو چلا اور کچھ عرصہ میں کلیاں کھل کر تمام کھیت کی سبزی زردی میں تبدیل ہونے لگی۔ اس لئے کاشتکار کے دل میں قدرتی اُمنگ اور خوشی پیدا ہوتی ہے۔ وہ ماگھ کے آخر ہفتہ میں بسنت پنچمی کے روز زرد پھول کو خوش خوش گھر لاکر بی بچوں کو دکھاتا ہے اور پھر سب مل کر بسنت کا تیوہار مناتے ہیں اور زرد پھول اپنے اپنے کانوں میں بطور زیور لگاکر خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اے پرماتما ہماری محنت کا پھل عطا کر اور پھولے ہوئے درختوں میں پھل پیدا کر۔
بسنت پنچمی کو وشنو بھگوان کا پوجن ہوتا ہے اور بعض اقوام آم کا بور

ہندو مصنف منشی رام پرشاد ماتھر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول پنشنر کی کتاب سے ثابت ہوا کہ بسنت ہندوؤں کا تہوار ہے لہٰذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

مشہور عوامی شاعر نظیر اکبر آبادی نے اپنی کتاب ''کلیاتِ نظیر اکبر آبادی'' میں بسنت کو ہندو تہوار قرار دیا ہے۔ ان کا دیوان اور کتاب کا عکس نیچے موجود ہے۔

تصویر نمبر 8



کلیات نظیر
413

تقریباتِ اہلِ ہنود

بسنت

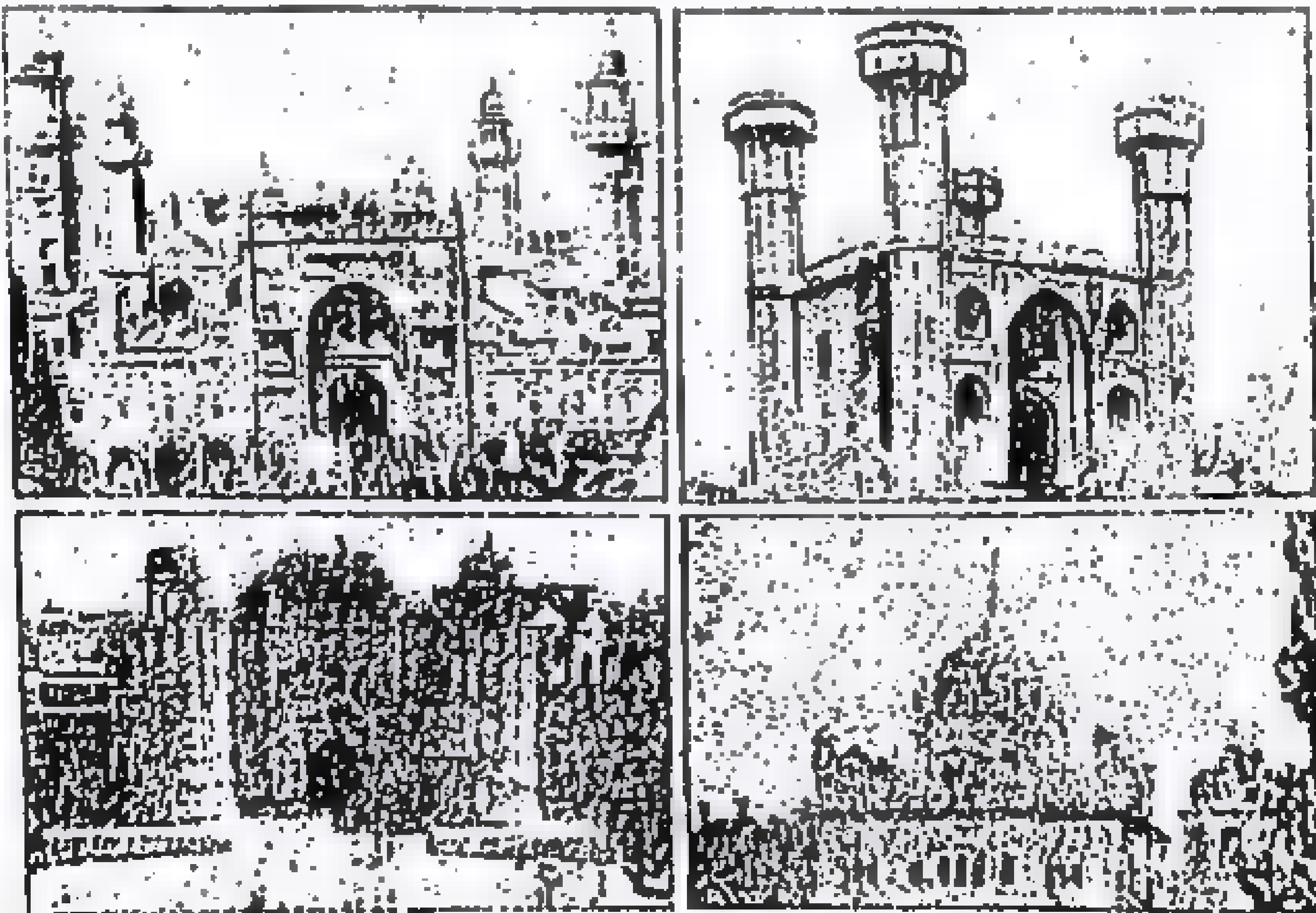
مشہور عوامی شاعر نظیر اکبر آبادی کی کلیات کا ایک صفحہ جس میں بسنت کو واضح طور پر ہندوانہ تہوار قرار دیا گیا ہے۔

مشہور مصنف سیّد محمد لطیف کی کتاب "تاریخِ لاہور" میں بھی بسنت کو ہندو تہوار اور گستاخِ رسول حقیقت رائے کی یاد میں منانا ثابت کیا گیا ہے اُن کی کتاب کے تراشے ملاحظہ ہوں۔

تصویر نمبر 9

تاریخ لاہور

بسیّد محمدؐ لطیف



تصویر نمبر 10

مقبرے پر جاری ہے۔

سمادھ بھائی وستی رام :۔ یہ سمادھ قلعہ کی شمالی دیوار کے قریب واقع ہے۔ بھائی وستی رام، مہاراجہ رنجیت سنگھ کا روحانی پیشوا تھا۔ یہ سمادھ فن تعمیر کا ایک انتہائی خوبصورت و یادگار نمونہ ہے۔ اس سے ملحقہ بیشمار ایوان اور کمرے بالکل صحیح اور عمدہ حالت میں ہیں۔

سمادھ حقیقت رائے :۔ یہ لاہور سے دو میل کے فاصلے پر مشرقی جانب موضع کوٹ خواجہ سعید کے مشرق میں واقع ہے۔ حقیقت رائے سترہ سال کی عمر کا ایک ہندو لڑکا تھا۔ وہ حاکم لاہور نواب خان بہادر کے دور میں ایک مدرسہ میں پڑھتا تھا۔ اس کا مسلمان لڑکوں سے جھگڑا ہو گیا اور انہوں نے ان کو کسی کی طرف سے دیوتاؤں کے لیے ناشائستہ زبان استعمال کرنے کے رد عمل کے طور پر جواباً اسی قسم کے کلمات کہہ ڈالے۔ اس کو قاضی کے پاس لے جایا گیا۔ اس نے پیغمبر کے خلاف ناشائستہ زبان استعمال کرنے پر اس کو سزائے موت سنادی۔ یہ معاملہ حاکم لاہور کے سامنے پیش ہوا تاہم اس نے قاضی کے فیصلے کی توثیق کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر یہ لڑکا اسلام قبول کر لے تو اس کی سزا معاف ہو سکتی ہے۔ حقیقت رائے اپنے آباؤ اجداد کے مذہب پر خلوص دل سے کاربند تھا۔ اس نے دین اسلام کی دعوت کو رد کر دیا اور پھانسی چڑھ گیا۔ ہندو اس کے مقبرے کی بہت زیادہ تعظیم کرتے ہیں اور کثیر تعداد میں جا کر اس کے آگے سر جھکاتے ہیں۔ اس سمادھ پر بسنت یا بہار کا سالانہ میلہ منعقد ہوتا ہے۔

سمادھ مہاراجہ شیر سنگھ :۔ یہ سمادھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی تعمیر کردہ بارہ دری شاہ بلاول (114)، کے مغرب میں واقع ہے۔ اس سے کسی قسم کی تعمیراتی تصنع یا بناوٹ کا اظہار نہیں ہوتا۔ یہ پختہ اینٹوں کی ایک سادہ سی سمادھ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سندھیانوالیہ سرداروں کے ہاتھوں شیر سنگھ کے قتل کے بعد اس وقت باقاعدہ طور پر کوئی حکومت موجود نہیں تھی اور جو لوگ عظیم مہاراجہ کے مشہور و معروف بیٹے کے شایان شان اس کی یادگار تعمیر کرنے میں دلچسپی لیتے تھے، ان کو اپنے ارد گرد پھیلی سازشوں سے فرصت نہیں مل رہی تھی۔ لہذا وہ عمارات کی تعمیر کے بارے میں سوچ نہیں سکتے تھے۔ یہ جگہ اس لیے بھی تاریخی لحاظ سے دلچسپی کی حامل ہے کہ یہ جگہ المیہ کا مقام ہونے کے باعث کچھ لوگوں کی وجہ سے ایشیائی تاریخ کے اوراق میں سب سے سبقت لے گئی ہے اور اس کے بعد آنے والی خونریزیوں، سازشوں اور ہنگامہ آرائیوں نے پنجاب میں رنجیت سنگھ کی سوجھ بوجھ کے تحت قائم کردہ طاقتور حکومت کو اتنی تیزی سے ختم کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ شیر سنگھ کی سمادھ کے گنبد کی غربی جانب اس کی بیوی رند حاوی کی سمادھ ہے۔ اس سمادھ کے دروازے پر

تصویر نمبر 11

■ فروری کو بسنت کا تہوار بڑی شان و شوکت سے منایا گیا۔ اس کا مطلب عام طور پر موسم بہار ہوتا ہے۔ رنجیت سنگھ نے اس موقع پر ہمیں مدعو کیا۔ ہم اس کے ہمراہ ہاتھیوں پر سوار ہو کر خوشیوں کا مظاہرہ دیکھنے گئے جو دیگر علاقوں کی طرح موسم بہار کی آمد پر منائی جاتی ہیں۔ پنجاب کے فوجی دستے قطاروں کی صورت میں کھڑے تھے اور انہوں نے دو میل طویل ایک گلی کی شکل بنائی تھی اور اس کے آخری سرے تک جانے کے لیے تیس منٹ درکار ہوتے تھے۔ فوج، باقاعدہ فوجی دستوں، سواروں، پیدل فوج اور توپ خانے پر مشتمل تھی۔ پوری فوج نے پیلے رنگ کا لباس یکساں طور پر پہنا ہوا تھا۔ یہ اس تہوار کا مخصوص لباس تھا۔ مہاراجہ قطار کے قریب سے گزرا اور اپنی فوجوں کی سلامی لی۔ ہمارا راستہ مکمل طور پر ناہموار سطح زمین پر واقع پرانے لاہور کے کھنڈرات میں سے ہو کر جاتا تھا۔ لہٰذا اس وجہ سے قطار میں لہر کی سی شکل پیدا ہو گئی تھی اور اس چیز نے منظر کی خوبصورتی میں بھی اضافہ کر دیا تھا۔ اس شاندار قطار کے آخر پر زرد حاشیوں سے مزین شاہی خیمے نصب تھے۔ ان کے درمیان ایک لاکھ روپے مالیت کا چھپرکٹ تھا۔ اس کو بے موتیوں سے آراستہ کیا گیا تھا اور قیمتی پتھروں کا حاشیہ لگایا گیا تھا۔ اس سے بڑی کوئی چیز تصور میں نہیں آسکتی تھی۔ اس کے ایک کونے میں رنجیت سنگھ بیٹھ گیا اور گرنتھ سننے لگا۔ یہ تقریباً دس منٹ تک پڑھی گئی۔ اس نے بسنت کو نذرانہ پیش کیا اور مقدس کتاب کو دس مختلف رنگوں کے غلافوں میں لپیٹ کر رکھ دیا گیا۔ بالائی غلاف تہوار کی مناسبت سے پیلے رنگ کی مخمل کا تھا۔ بادشاہ کے سامنے پھل اور پھول رکھے گئے اور زرد پھول پیدا کرنے والی ہر جھاڑی اور درخت کو اس کی خوبصورتی سے محروم کر دیا گیا۔ مجھے اس کی کوئی وجہ معلوم نہ ہو سکی کہ اس قدر سادہ رنگ کیوں منتخب کیا گیا ہے لیکن شاید یہ ایک حکمران کی من مانی تھی۔ اس کے بعد زرد لباس میں ملبوس اس کی فوج کے کمانڈر اور امراء مال و زر کی صورت میں نذرانے پیش کرنے کے لیے آئے۔ کابل کے معزول بادشاہوں، شاہ زمان اور شاہ ایوب کے دو بیٹے داخل ہوئے اور کچھ دیر تک گفت و شنید کی۔ اس کے بعد ملتان کا نواب بھی زرد لباس میں ملبوس اپنے پانچ بیٹوں کے ہمراہ خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے آیا۔ اس کا شاندار استقبال کیا گیا۔ یہ وہی شخص تھا جو کابل کی مہم میں خوفزدہ ہو گیا تھا اور اب مہاراجہ رنجیت سنگھ کا وفادار غلام ہے۔ اس کا نام سرفراز خاں ہے۔ بہاولپور اور سندھ کے نمائندے اپنی باری پر حاضر ہوئے۔ رقص کرتی ہوئی لڑکیوں نے اس تہوار کے

اے زندہ دلانِ لاہور:

مستند اور مایہ ناز مؤرخ وریاضی داں ابوریحان البیرونی ہندوانہ رسوم اور تہواروں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس مہینے (یعنی بیساکھ) میں استواء ربیعی ہوتا ہے جس میں ہندو ''عید بسنت'' مناتے ہیں۔ یہ عبارت ان محقق مؤلف کے قلم سے ہندوستان اور یہاں کے باشندوں کے حالات پر عرق ریزی سے لکھی گئی کتاب سے ماخوذ تھی۔ البیرونی نے آج سے تقریباً ہزار برس پہلے ہندوستان کا سفر کیا تھا اور یہاں کے باشندگان کی تہذیب وتمدن، رسم و رواج، علوم وفنون اور مذہب وفلسفہ کے متعلق معلومات کو ہندوؤں کے مشہور پنڈتوں کی صحبت میں رہ کر حاصل کیا تھا۔ اس عہد کے برصغیر کے بارے میں آپ کی تحقیقات مؤرخین کے ہاں منفرد، ممتاز اور مستند درجہ رکھتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے فکر ونظر اور تدبر وتحقیق کی یہ راہ اختیار کی کہ جن مباحث کو اپنا موضوع نظر قرار دیا انہیں خود ان کے اصل مآخذ سے حاصل کرنے کی کوشش کی، اس غرض کے لئے متعلقہ زبان سیکھی اور اس موضوع کے علماء کی صحبت اختیار کی۔ اسی وجہ سے مولانا ابوالکلام آزاد نے ہندوستان کے بارے میں آپ کی تحقیقات کو ''بے داغ'' قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ پوری زبان عربی کی علمی تاریخ میں البیرونی کا مقام ایسا منفرد ہے کہ وہ بجا طور پر الفارابی اور ابنِ رشد کی صف میں جگہ پانے کا مستحق ہے بلکہ اس اعتبار سے ان کا کام بلند تر ہے کہ آپ ہندوستان کی زبان ومعاشرت سے واقف اور یہاں کا سفر اور طویل قیام کر چکے تھے جب کہ اول الذکر دونوں حضرات اپنے اس بلند علمی کام کے باوصف جوانہوں نے یونانی علوم

وفلسفہ کے حوالے سے کیا، یونانی زبان وتہذیب سے واقف نہ تھے، نہ ہی انہوں نے یونانی معاشرے کا براہ راست مطالعہ ومشاہدہ کیا تھا۔ بات لمبی ہوگئی کہنے کی غرض یہ تھی کہ البیرونی کی یہ شہادت مستند، بے غبار اور نا قابل تردید ہے کہ بسنت کا تہوار ہندوؤں کا مخصوص تہوار ہے جو ہزاروں سال سے ان کی عید کے طور پر معروف چلا آرہا ہے اور اس دن ان کے ہاں طرح طرح کے کھانے پکا کر برہمنوں کو کھلاتے ہیں۔ اے ہمارے لاہوری بھائیو! ذرا غور کرنا بسنت کے پکوانوں سے دستر خوان سجا کر تم کس کے طریقے کو زندہ کرتے ہو؟ دوسرے حوالے پر تبصرے سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ ''استواء ربیعی'' جو البیرونی کی عبارت میں ''عید بسنت'' کے دن کی تعین کے طور پر استعمال ہوا ہے، کسے کہتے ہیں؟ سورج سال میں دو مرتبہ خط استواء پر آتا ہے۔ ایک مرتبہ سردیوں کے اختتام اور بہار کے آغاز پر، اس کو ''استواء ربیعی'' کہتے ہیں۔ ربیع بمعنی بہار۔ دوسری مرتبہ گرمیوں کے اختتام اور خزاں کے آغاز پر، اسے استواء خریفی کہتے ہیں۔ خریف بمعنی خزاں۔ پہلا استواء ۲۱ مارچ کو اور دوسرا ۲۰ یا ۲۱ ستمبر کو ہوتا ہے۔

اب گزشتہ مضمون کے دوسرے حوالے کی طرف آیئے۔ عصر حاضر کا ایک تحقیق کار پنجاب کی رسموں کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''رزمیے گانے والے پیشہ ور اداکار ہولی، بسنت اور دسہرہ جیسے تہواروں پر سوانگ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بنیادی طور پر ایسے سوانگ کا مقصد کسی ہیرو کے واقعات کو پیش کر کے لوگوں میں مذہبی جذبات کو ابھارنا ہوتا ہے۔''

یہ ہیرو کون تھا؟ اور اس کا سوانگ بھرنے سے کون سے مذہبی جذبات کو ابھارنا مقصود تھا؟ یہ اسی کے بعد اگلے پیراگراف میں بتایا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے اس سوال کا

جواب واضح ہو جائے گا کہ اگر بسنت فی الواقع ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہے تو جو علاقے ہندو مذہب کا گڑھ ہیں، ان کی بسنت لاہور میں اس کا زور و شور اور دھوم کیوں ہے؟

نیز اس اقتباس کو پڑھ کر اپنی ایمانی غیرت سے پوچھیے کہ بسنت کے دن کوٹ خواجہ سعید میں گاڑے جانے والے ایک بے ادب منہ پھٹ ہندو لڑکے کی سمادھی پر جمع ہو کر ہندوؤں نے پنجاب کے لوگوں کو کیا سبق دینا چاہا تھا؟ اور ہم اس جاہلانہ اور احمقانہ رسم کو منا کر کس طرح مسخری کا سامان بنے ہوئے ہیں؟ مصنف لکھتا ہے:

''حقیقت رائے بھی سیالکوٹ کے باکھمل کا بیٹا تھا۔ جسے بسنت پنچمی کے دن صرف بارہ برس کی عمر میں مار ڈالا گیا۔ اس کی سمادھی لاہور میں بنائی گئی تھی اور تقسیمِ ملک کے وقت وہاں ہر سال بسنت پنچمی کے موقعے پر بڑا زبردست میلا لگتا تھا۔ ان تینوں سوانگوں کے ذریعے پنجاب کے لوگوں کو یہ سبق سکھایا جاتا ہے کہ پورن بھگت کی طرح حرص و ہوا کے مقابلے میں ثابت قدم رہنا چاہیے، گوپی چند کی طرح دنیا کے ناپائیدار عیش و آرام کو ٹھکرا دینا چاہیے اور حقیقت رائے کی طرح تعصب اور ناانصافی کے آگے ہتھیار ڈالنے کی بجائے جان دینا بہتر ہے۔''

(پنجاب، تمدنی و معاشرتی جائزہ، ڈاکٹر انجم رحمانی ص ۴۲۶، الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب لاہور)

سمجھے اے زندہ دلانِ لاہور! اس میلے ٹھیلے کا مطلب؟ ایک گستاخِ رسول ہندو کو توہین رسالت کے الزام میں قتل کیے جانے کو ''تعصب اور ناانصافی کے آگے ہتھیار ڈالنے کی بجائے جان دینے'' کا نام دے کر گائے کے پجاری ہمیں کیا سکھانا چاہ رہے تھے؟ اور ہم بغیر سوچے سمجھے ان کی کس ''نصیحت'' کو رٹا لگا رہے ہیں؟

زمانہ قدیم میں پتنگ بازی اور سائنسی تجربات

چین میں پتنگ بازی کا آغاز تقریباً تین ہزار سال پہلے ہوا۔ قدیم زمانہ میں بانس کے ایک فریم میں سلک کے کپڑے سے جوڑ کر پتنگ تیار کی جاتی تھی اور اسے اڑانے کے لئے سلک کے دھاگے کو استعمال کیا جاتا تھا۔ چین کے بعد سب سے پہلے پتنگ بازی کو ایشیا میں فروغ حاصل ہوا اس کے بعد یہ یورپ، امریکہ، افریقہ اور آسٹریلیا تک جا پہنچی۔

یورپ اور امریکہ میں مختلف اقسام کی پتنگیں اڑائی جاتی ہیں ان پتنگوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے گروپ کو Stunt Kite اور دوسرے گروپ کو Power Kite کہا جاتا ہے۔ Stunt Kite کو نسبتاً آسان سمجھا جاتا ہے جبکہ Power Kite کو مشکل اور خطرناک تصور کیا جاتا ہے۔ یہ پتنگیں اتنی طاقتور ہوتی ہیں کہ ساحل سمندر پر منہ زور ہوا کا مقابلہ کر سکتی ہیں اور انہیں اڑانے والا شخص اتنا ماہر ہوتا ہے کہ ایسی پتنگ آسانی سے اڑا سکتا ہے اور نیچے بھی اتار سکتا ہے۔ اسی گروپ کی Air Foris Graceful نامی پتنگ نے 120 میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے اڑنے کا تیز ترین عالمی ریکارڈ قائم کیا۔

یورپ اور امریکہ میں پتنگ بازی کے حوالے سے سائنس اور جنگ کے شعبوں میں زیادہ شواہد ملتے ہیں امریکن ڈپلومیٹ سائنسدان بینجمن فرینکلن نے پتنگ کی مدد سے تجربہ کیا اور دریافت کیا کہ آسمانی بجلی کو اگر گرنے والی جگہ سے سیدھا زمین میں جانے کا واسطہ مل جائے تو آسمانی بجلی نقصان پہنچائے بغیر زمین تک آ سکتی ہے پتنگ

کے ذریعے کی گئی اسی دریافت کی وجہ سے آج ہم بجلی کی گھریلو استعمال کی اشیاء کو Earth Connect کر کے شارٹ سرکٹ کے نقصانات سے بچ سکتے ہیں۔ ٹیلی فون کے موجد گرام بیل کا نام بھی پتنگ کے ذریعے سائنسی تجربے کرنے والے کے طور پر معروف ہے۔ 1890ء میں موسمی حالات کی پیمائش والے آلات پتنگوں اور فضاء کے ذریعے سامان کی فضائی نقل وحمل کا تصور پیش کیا۔ 1903ء میں سیموئل فرینکلن نے پتنگ کے ذریعے Surfing کرتے ہوئے دوبار انگلستان کو عبور کیا۔ اسی طرح انیسویں صدی کے آخر میں اور بیسویں صدی کے شروع میں گلائیڈر نما پتنگوں کے ذریعے جنگ کے دوران فوجیوں کو اونچے مقامات تک پہنچایا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران فرانسیسی فوج پتنگوں کے ذریعے بم پھینکنے میں مشہور تھے۔

موجودہ دور میں پتنگ بازی اور اس کے نقصانات

پاک وہند اور خصوصاً لاہور کی پتنگ بازی میں خاص فرق یہ ہے کہ پتنگ بازی میں مقابلہ صرف پتنگ کاٹنے کا ہوتا ہے جس کی پتنگ کٹ جائے وہ ہار جاتا ہے اور کاٹنے والا جیت جاتا ہے یہاں پتنگ بازی اور سائنس کا کوئی تعلق دور دور تک تلاش نہیں کیا جاسکتا اس میں کھیل وتفریح کی اسپرٹ نظر نہیں آتی بلکہ میدانِ جنگ کی کیفیت نمایاں نظر آتی ہے جہاں لوگ کھیل کھیلنا نہیں چاہتے بلکہ کھیل جیتنے کے لئے خطرناک اور جان لیوا حربوں سے بھی گریز نہیں کیا کرتے۔ اس سوچ اور خواہش نے پتنگ بازی کو بہت زیادہ خطرناک بنادیا ہے جس نے اب انسانوں کے گلے کاٹنے شروع کردیئے۔

آج کے دور میں بڑی پتنگوں کو اڑانے والی ڈور کے لئے موٹا دھاگا، دھاتی برادہ، کیمیکل، موٹے شیشے کا سفوف، لوہا، پلاسٹک جوڑنے والا کیمیکل، ریماٹپٹاپ، ڈائمنڈ ڈسٹ اور فائبر ایمبر ی استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈور کی قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ڈائمنڈ ڈسٹ کی قیمت ڈیڑھ لاکھ روپے کلو کم از کم ہے۔

ایک مرتبہ اچانک چند لڑکے دکانوں سے نکل کر بھاگنے لگے۔ جب متوجہ ہوا تو دیکھا کہ وہ سڑک کے قریب چھوٹی سی کٹی ہوئی پتنگ لوٹنے میں اپنی توانائی صرف کر رہے ہیں لپٹا جھپٹی پتنگ سڑک پر ان لڑکوں کی پہنچ سے قریب ہوتی ہے پتنگ پر نگاہ جمائے ہوئے یہ لڑکے بھول گئے کہ وہ تیز رفتار چلتی ہوئی ٹریفک کے درمیان ہیں ان میں سے ایک موٹر سائیکل سے ٹکرا گیا اور یہ بے قابو موٹر سائیکل دوسری تیز رفتار موٹر سائیکل سے ٹکرا گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے کئی نوجوان خون میں لت پت ہو کر تڑپنے لگے۔ آہ و بکاہ کی دردناک صدائیں بلند ہونے لگیں سارا ٹریفک جام ہو گیا۔ اس ہنگامی صورت میں لوگ ان زخمیوں کو اٹھا کر جلد سے جلد طبی امداد کے لئے ہسپتال پہنچانے کی انتھک کوشش کرنے لگے لیکن ان میں سے کسی کو بھی اتنے بڑے المناک حادثہ کی وجہ معلوم نہیں تھی کہ یہ ایک چھوٹی سی کٹی ہوئی پتنگ کا نتیجہ ہے۔

روزنامہ انقلاب لاہور ۳ مارچ ۲۰۰۶ء کی لاہور اور گوجرانوالہ سے متعلق رپورٹ کے مطابق بسنت بخار نے مزید تین افراد کی جان لے لی جب کہ ڈور پھرنے پتنگیں لوٹنے کی کوشش اور چھتوں سے گرنے کے باعث درجنوں نوجوان زخمی ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق چوہنگ میں محافظ ٹاؤن کے رہائشی محنت کش جاوید کا ۷ سالہ بیٹا حسن جو دوسری جماعت کا طالب علم تھا پتنگ کی طرف لپکا تو چھت سے گر گیا اور بری طرح

زخمی ہو گیا اور ہسپتال میں دم توڑ دیا۔ نعش جب گھر پہنچی تو اس کی ماں پر غشی طاری ہو گئی۔ خیابانِ اقبال روڈ، گلے پر ڈور پھرنے سے موٹر سائیکل سوار شدید زخمی ہو گیا۔ ادھر گوجرانوالہ میں پتنگ بازی کے دوران ہلاک ہونے والوں میں تھیڑی سانسی کا رہائشی لڑکا عاصم جو کوتوالی میں بسنت منانے آیا تھا گزشتہ روز چھت کے کنارے اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور نیچے گلی میں جا گرا۔ ادھر نوشہرہ روڈ پر ۱۵ سالہ علی رضا پتنگ بازی کرتے ہوئے اپنے مکان کی چھت سے گر گیا اور موقع پر دم توڑ دیا۔ لائرز ویلفیئر فرنٹ کی جانب سے ایک آئینی درخواست دائر کی گئی ہے جس میں مؤقف اختیار کیا گیا ہے کہ پتنگ بازی آرڈیننس ۲۰۰۶ء بنیادی حقوق اور آئین کے منافی ہے۔

پتنگ بازی کی بڑھتی ہوئی ہولناکی اور حادثات سے شہریوں کو بچانے کے لئے سپریم کورٹ نے ازخود نوٹس لیتے ہوئے پابندی عائد کر دی۔ حکومت پنجاب نے بسنت کا میلہ منانے کے لئے سپریم کورٹ سے پندرہ دن کی مہلت مانگی اس کے بعد ایک اور اپیل کے ذریعے ۵ دن کا مزید اضافہ کرایا گیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق ۱۲ فروری سے ۵ مارچ ۲۰۰۶ء تک پتنگ بازی کے ذریعے کرنٹ لگنے، ڈور پھرنے اور چھت سے گرنے کی وجہ سے ۱۹ افراد جاں بحق ہوئے جن میں دو معصوم بچے بھی شامل تھے پھر وزیر اعلیٰ پنجاب نے پتنگ بازی پر مستقل پابندی لگا دی۔ سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے سابق صدر مسٹر اکرم چوہدری نے پتنگ بازی کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر اپیل میں نشاندہی کی گئی کہ ۲۰۰۰ء سے آج تک ۸۲۵ افراد پتنگ بازی کی وجہ سے جاں بحق ہوئے اسی طرح ہر سال اوسطاً ۱۱۸ افراد جاں بحق ہوئے۔

پتنگ بازی پورے برصغیر پاک و ہند کے کلچر کا حصہ ہے لیکن جب کوئی تہوار یا کلچر

کا حصہ قاتل بن جائے تو اس سے نجات پانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے ترقی پسند ہونے کا مطلب یہی ہے کہ معاشرے سے ان روایتوں کا خاتمہ کیا جائے جو معاشرے کو صدمات، حادثات اور خطرات سے دوچار کرتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور پتنگ بازی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ بطور ماہر عمرانیات، معاشرتی مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں اور انہیں اسلامی شریعت کی روشنی میں حل کر کے عوام الناس کو معاشرتی صدمات کی دلدل سے نکالنے کا فریضہ احسن طریقے سے انجام دیتے ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف علامہ محمد قمر الحسن بستوی (ہوسٹن) امریکہ سالنامہ معارف رضا ۱۹۹۷ء میں ان الفاظ سے کرتے ہیں:

''۱۹۷۲ھ سے ۱۳۴۰ھ کا عرصہ گزر چکا ہے اس دور کے جو مسائل ابھر کر سامنے آئے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے ان کا بھرپور جواب لکھا۔ جس پر ان کی ہزاروں کتابیں شاہد عدل ہیں۔ آپ کے قلم فیض رقم سے کوئی بھی مسئلہ تشنہ کام نہیں رہ سکا۔ جس فن اور جس طرح کا مسئلہ ہوا۔ اس کا اسی فن اور زبان میں جواب مرحمت فرمایا گیا۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ چوتھائی صدی گزرتے گزرتے نئے مسائل جنم لے لیتے ہیں اور ماضی کے گزشتہ آفاقی مسائل تاریخی اساطیر بن جاتے ہیں...... لیکن یہ حیرت انگیز بات ہے کہ آپ کی فکری بصیرت کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ آج بھی بے شمار مسائل اگرچہ نئی ترنگ کے ساتھ ابھر کر آرہے ہیں مگر پھر بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جن خطوط کی نشاندہی کی تھی، ں کی روشنی میں یہ ابھرتے ہوئے

مسائل ذرہ برابر بھی ہٹ کر نہیں ہیں۔ بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج کے ماحولیات کو نگاہوں میں رکھ کر جواب رقم فرمایا گیا۔"

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسلامی ثقافت، عرف وعادات کا بھر پور تحفظ کرتے ہیں جس سے معاشرے میں اتحاد یگانگت، الفت ومحبت پروان چڑھتی ہے لیکن ثقافت کے وہ پہلو جس سے معاشرہ صدمات، حادثات اور خطرات کا شکار ہو جائے اس کی بیخ کنی کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اسی لئے آپ نے رائج الوقت پتنگ بازی کا بغور مشاہدہ فرما کر اس کا ہر زادیے سے تجزیہ کیا پھر اس سے جو نتیجہ اخذ ہوا اسے قرآن و حدیث کی روشنی میں پرکھا اور پتنگ بازی کی ہولناکیوں کا تدارک کرنے کے لئے شعور وآگاہی بیدار کی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے پتنگ بازی سے متعلق معاشرتی صدمات، حادثات اور خطرات کو آج کے ماحول میں پیش نظر رکھ کر ایک سوال کا جواب یوں عنایت فرمایا:

(ا)......کن کیا (پتنگ) لہو ولعب ہے اور لہو ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے:

کل لھو المسلم حرام الافی ثلث......

(ب)......ڈور لوٹنا نبھیٰ ہے اور نبھیٰ حرام ہے حدیث میں ہے:

نھی رسول اللہ ﷺ عن النبھیٰ . رسول اللہ ﷺ نے لوٹنے سے منع فرمایا۔

(ج)......لوٹی ہوئی ڈور کا مالک اگر معلوم ہو تو فرض ہے کہ اسے دیدی جائے۔ اگر نہ دی اور بغیر اجازت کے اس سے کپڑا سیا تو اس کپڑے کا پہننا حرام ہے اور اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا پھیرنا واجب ہے۔ الخ (احکام شریعت اول ص ۲۱)

لعب ولہو کے لغوی معنی

اللهو:...... **مايشغل الانسان عما يعنيه و يهمه.**

(لہو ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو انسان کو قابل توجہ امور سے غافل کردے)

اللعب:...... **لعب فلان اذا كان فعله غير قاصدبه مقصداً صحيحاً.**

لعب اور کھیل اور ہر اس کام کو کہا جاتا ہے جو بلا مقصدِ صحیح کے انجام دیا جائے۔

نتائج:...... اگر علماء کرام اور معاشرے کے بااثر طبقات اپنی معاشرتی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے پتنگ بازی کی ہولناکیوں کے تدارک کے لئے عوام الناس میں آگاہی وشعور بیدار کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے افکار کو فروغ دیں تو پتنگ بازی سے متعلق درج ذیل نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(۱)...... انسانی جان کے زیاں کا خاتمہ۔

(۲)...... انسانی مال کے زیاں کا خاتمہ۔

(۳)...... وقت کے زیاں کا خاتمہ۔

(۴)...... پتنگ بازی کی ہولناکیوں کا خاتمہ۔

(۵)...... بے مقصد سرگرمیوں کا خاتمہ۔

(۶)...... بے پردگی کا خاتمہ۔

(۷)...... لڑائی جھگڑے کا خاتمہ۔

(۸)...... یادِ خدا سے غفلت کا خاتمہ۔

(۹)......دوسروں کو نیچا دکھانے کی ذہنیت کا خاتمہ۔

(۱۰)......لاقانونیت کا خاتمہ۔

لمحہ فکریہ!

مسلمانوں ذرا سوچو! یہ تم کیا کر رہے ہو تم گستاخ رسول اور گستاخِ اہلبیت کی فتح کا جشن منا رہے ہو تمہاری نیت گستاخِ رسول کی فتح کا جشن منانے کی نہیں مگر تم ہندوؤں کی مشابہت تو کر رہے ہو جو گستاخِ رسول اور گستاخِ اہلبیت کی فتح کا جشن منا رہے ہیں۔

مسلمانوں کا بسنت منانا بے غیرتی کی انتہا ہے اے مسلمانو! تمہارے ایمان کو کیا ہو گیا ہے کیا تمہارا ضمیر مردہ ہو گیا ہے جو تمہیں بسنت منانے پر ملامت نہیں کرتا بتاؤ! اگر قیامت کے دن ہمارے سرکارِ اعظم ﷺ نے اپنے رَبّ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سامنے تمہارے خلاف مقدمہ کر دیا کہ اے مولا جَلَّ جَلَالُہٗ! یہ وہ بد بخت ہیں جو مجھے اور میری صاحبزادی کو گالیاں دینے والے گستاخ کی یاد بسنت کی صورت میں مناتے رہے۔

سوچو! پھر تمہارا کیا بنے گا کیونکہ گستاخِ رسول کی سزا موت ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اگر تم بھی کسی گستاخ کی یاد مناؤ گے تو تم بھی وہی سزا کے مستحق قرار پاؤ گے۔

مسلمان افسوس صد افسوس

اے بے وفا، بے مروت انسان، تیرے سامنے اسلام کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے، تیرے سامنے تیرے نبی ﷺ کی گستاخی کی گئی، کفار تیرے نبی کی فرضی تصاویر بنا کر اُن

کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں، تیرے سامنے بھارتی فوج کشمیر میں تیرے بھائیوں کے گھروں میں داخل ہو کر اُن کو قتل کر رہی ہے، تیرے سامنے مسلمان بھائیوں کے گھروں پر میزائل مار کر ان کو ملبوں کا ڈھیر بنایا جا رہا ہے، بے گناہ بچوں کو خون سے رنگا جا رہا ہے اتنے بڑے بڑے حادثوں نے بھی تیرے دل پر چوٹ نہ لگائی، اتنے بڑے سانحوں نے کبھی تجھے متفکر نہ کیا۔

تو صرف دولت سمیٹنے میں لگا رہا، ان دشمنانِ اسلام کے تہواروں کو منانے میں مگن رہا۔

اب بتا تیرا رسول ﷺ سے کیا تعلق؟ تیرا رسول ﷺ سے کیا ناطہ؟ تجھے سرکارِ اعظم ﷺ سے کیا محبت؟ اب تو کس منہ سے روزِ محشر سرکارِ اعظم ﷺ کی شفاعت کا امیدوار بن رہا ہے؟

اُٹھ! توبہ کر اور یہ عہد کر کہ آج سے ہر اس کام سے بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی ناراضگی ہوگی۔ لاہور سے نکل کر اب یہ بیماری پورے ملک میں پھیل چکی ہے فضاؤں میں بُو کاٹا کی صدائیں گونجتی ہیں فضا پتنگوں سے اور زمین بے گناہوں کے خون سے رنگین ہوتی ہے یہ جشن گزرتے گزرتے اپنے ساتھ کئی گردنیں۔ کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں اور کروڑوں روپے کا نقصان ہمیں دے جاتا ہے۔

حکومتِ پاکستان کی بھی یہ ذمے داری ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے بسنت پر پابندی عائد کر کے اپنی غیرتِ ایمانی اور اپنے نبی ﷺ سے سچی وفاداری کا ثبوت دے۔



کھیل کود کے شرعی احکام

فہرستِ مضامین

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان اشرف المخلوقات ہے اس کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اگر انسان اپنے پیدا کرنے اور پالنے والے پاک پروردگار جل جلالہ کی عبادت کرے تو وہ فرشتوں سے بھی افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو عقل وشعور سے نوازا مگر فرشتوں میں نفس کو پیدا نہیں فرمایا ،اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں نفس کو پیدا فرمایا مگر ان کو عقل وشعور سے نہیں نوازا مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل وشعور سے بھی نوازا اور نفس بھی پیدا فرمایا اس لحاظ سے انسان اشرف المخلوقات ہے کیونکہ اگر وہ نفس کے ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل نہ رہے تو وہ فرشتوں سے افضل ہے اور اگر وہ عقل وشعور کے ہوتے ہوئے اپنے رب جل جلالہ کا نافرمان ہے تو وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔

نفس انسان کو خواہشات کی طرف آمادہ کرتا ہے عبادت سے غافل کرتا ہے، بندگی سے ذلت سے دور کرتا ہے، گناہوں کی طرف آمادہ کرتا ہے، کھیل کود کی طرف لے جاتا ہے، لہوولہب جیسی غفلت کا شکار کرتا ہے اور رب تعالیٰ کی خوشنودی والے ہر کام میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے مگر مسلمانوں کو نفس وشیطان کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے کامیاب وہی ہوتا ہے جو نفس کی شرارتوں اور اس کے فریب کا قلع قمع کرتا ہے۔

یہی وہ نفس ہے جو اس پرفتن دور میں مسلمان کو کھیل کود اور تفریحات میں ڈال کر اس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت، سرکار اعظم ﷺ پر درود وسلام اور دین متین کی سچی خدمت

سے روکتا ہے تاکہ مسلمان اپنے رب جل جلالہ کو راضی کر کے جنت کی حسین وادیوں میں نہ پہنچ سکے کھیل کود اور تفریحات کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

القرآن :۔ترجمہ:......اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ بے سمجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں اور اسکا مذاق اڑائیں انہی کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

(سورہ لقمان آیت نمبر ۶، پارہ ۲۱، ترجمہ البیان)

القرآن:......تو (اے حبیب) آپ انہیں چھوڑ دیں کہ وہ بیہودہ شغل (کھیل) اور دل لگی میں پڑے ہیں یہاں تک کہ وہ پائیں اپنے اس دن کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

(سورہ الزخرف آیت ۸۳ پارہ ۲۵، ترجمہ البیان)

القرآن: ترجمہ:......فرمادیجئے اللہ (ہی نے اتارا اس کتاب کو) پھر انہیں چھوڑ دیجئے اس حال میں کہ وہ اپنی کج بحثی میں کھیلتے رہیں۔ (سورہ انعام آیت نمبر ۹۱ پارہ ۷، از ترجمہ البیان)

القرآن: ترجمہ :...... اور کیا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھا آجائے جب وہ کھیل رہے ہوں؟ (سورہ اعراف نمبر 98 پارہ 9 ترجمہ البیان)

القرآن: ترجمہ:......ان کے رب کی طرف سے کوئی نئی نصیحت ان کے پاس نہیں آتی مگر وہ اسے سنتے ہیں اس حال میں کہ کھیل کود میں لگے ہوئے ہیں ان کے دل کھیل میں مشغول ہیں۔ (سورہ انبیاء آیت 2۔3 پارہ 17 ترجمہ البیان)

القرآن: ترجمہ:......تو اس دن جھٹلانے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو لوگ بیہودہ مشغلہ میں کھیل رہے ہیں جب دن دھکیل کر نار جہنم میں لائے جائیں گے۔

(سورہ الطور آیت 12۔13 پارہ 27، ترجمہ البیان)

ترجمہ:......اور جب تم (اذان دیتے ہوئے لوگوں کو) نماز کے لئے پکارتے ہو تو وہ اس کو

مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں یہ اسلئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔

(سورہ المائدہ آیت نمبر 58 پارہ 6 ترجمہ البیان)

القرآن: ترجمہ:......اور دنیا کی زندگی کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر (اللہ سے) ڈرنے والوں کے لئے بہتر ہے تو کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے؟

(سورہ انعام آیت ۳۲ پارہ ۷)

آیات کا خلاصہ

۱)......بیہودہ کھیل اور دل لگی میں وقت ضائع کرنا غفلت ہے۔

۲)......بیہودہ کھیل کھیلنے والے قیامت کے دن سے بے خبر ہیں۔

۳)......کھیل اور مذاق میں مصروف لوگ ناسمجھ ہیں۔

۴)......دنیا کی زندگی فقط کھیل تماشہ ہے۔

۵)......اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے کھیل تماشے میں وقت نہیں گزارتے۔

۶)......اپنے لمحات زندگی ایسے کاموں میں صرف کرے جس میں دنیا و آخرت کا فائدہ یقینی ہو ورنہ کم از کم دنیا و آخرت کا خسارہ نہ ہوتا ہو۔

۷)......مومن اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے دور رکھتا ہے۔

الغرض کہ موجودہ دور میں امت کی بھاری اکثریت کھیل کود اور تفریحات میں مبتلا ہے جدھر دیکھیں کھیل کود اور تماشہ نظر آتا ہے کوئی کھیل کھیلنے میں مصروف ہے، کوئی دیکھنے میں مصروف ہے، کوئی کھیل سننے میں مصروف ہے یہی وجہ ہے کہ کرکٹ، فٹبال، ہاکی، ٹیبل ٹینس، اسکواش اسنوکر، کیرم بورڈ، لڈو، ویڈیو گیم، ریسلنگ، کبوتر بازی، جانوروں کی ریس، پتنگ بازی، جانوروں کو لڑانا، جوا کھیلنا، کتے پالنا شکار کرنا اور نرد (چوسر) کا کھیل بہت عروج پر ہیں مسلمانوں کو ان کھیلوں سے بچنا چاہیئے عقلمند وہی ہے

جو نفس کو قابو میں رکھے کیونکہ میرے مولی سرکار اعظم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

حدیث شریف:......سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا یعنی عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کی تیاری کرتا رہے اور عاجز (بیوقوف) وہ شخص ہے جو خواہشات نفسانی میں مبتلا رہے اور اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں بھی رکھتا رہے۔

(بحوالہ: ترمذی، ابنِ ماجہ)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اپنے نفس پر قابو رکھ کر ہر اس کھیل تماشے سے بچنا چاہیئے جس سے آدمی یادِ الٰہی جل جلالہ سے غافل ہو جائے چاہے وہ کسی بھی قسم کا کھیل ہو۔

اب آپکی خدمت میں دور حاضر کے کھیلوں کی قرآن وحدیث اور علمائے اسلام کے اقوال کی روشنی میں شرعی حیثیت بیان کرتے ہیں۔

پسندیدہ کھیل احادیث میں

حدیث شریف:......سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کا ہر کھیل بے کار ہے سوائے تین کھیل کے۔

۱)......تیر اندازی کرنا ۲)......گھوڑا سدھانا ۳)......اپنی بیوی کیساتھ کھیلنا کیونکہ یہ تینوں کھیل حق میں سے ہیں (یعنی کارآمد ہیں)۔ (ترمذی، ابنِ ماجہ، مسند امام احمد)

حدیث شریف:......حاکم نے روایت کیا کہ سرکار اعظم ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی کھیل ایسا نہیں جس میں رحمت کے فرشتے اترتے ہوں سوائے تین کھیلوں کے (۱)......مرد کا اپنی بیوی کیساتھ کھیلنا (۲)......گھوڑا دوڑ (۳)......تیر اندازی۔ (کنز العمال)

کنز العمال شریف ہی کی ایک اور روایت اور جامع صغیر میں مروی ایک حدیث

کے اندر تین کے بجائے چار کھیلوں کا ذکر ہے۔

حدیث شریف:...... سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے تعلق نہ رکھنے والی ہر چیز لہولعب ہے سوائے چار چیزوں کے۔ (۱)...... آدمی کا اپنی بیوی کیساتھ کھیلنا، اپنے گھوڑے کو سدھانا، دونشانوں (یعنی دو ہدف) کے درمیان (نشانہ بازی کے لئے) چلنا، تیراکی (سیکھنا) سکھانا۔ (کنز العمال جلد 15، الجامع الصغیر مع فیض القدیر)

کن کھیلوں کی اجازت ہے

حدیث شریف:...... حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں عید کے دن کچھ حبشی ڈھال اور نیزوں سے کھیل رہے تھے وہ سرکار اعظم ﷺ کو دیکھ کر جھجھکے آپ ﷺ نے فرمایا اے حبشی بچو! کھیلتے رہو تاکہ یہود و نصاریٰ کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔ (بحوالہ: جامع الصغیر، امام سیوطی علیہ الرحمہ)

حدیث شریف:...... عید کے دن کچھ بچیاں کھیل رہی تھیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں روکنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر انہیں چھوڑ دو یہ عید کے دن ہیں تاکہ یہودیوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا دین گنجائش والا دین ہے کیونکہ مجھے ایسی شریعت دے کر بھیجا گیا ہے جو افراط و تفریط سے یکسو اور آسان تر ہے۔

(بحوالہ: کنز العمال شریف)

نشانہ بازی:......

اسلام کا پہلا پسندیدہ کھیل نشانہ بازی ہے سرکار اعظم ﷺ نے کئی مواقع پر اس کے فضائل بیان فرمائے ہیں اور اس کے سیکھنے کو باعث اجر و ثواب قرار دیا ہے کیونکہ یہ کھیل جہاں جسم کی پھرتی، اعصاب کی پختگی اور نظر کی تیزی پیدا کرتا ہے وہاں یہ کھیل آڑے وقتوں میں اور خاص طور پر جہاد کے موقع پر کافروں کے مقابلہ میں مسلمان

نوجوانوں کے خوب کام آتا ہے۔

حدیث شریف:......سرکار اعظم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ بیشک رب تعالیٰ ایک تیر کی بدولت تین افراد کو جنت میں داخل کر دیتا ہے ایک تیر بنانے والا جبکہ وہ تیر بنانے میں ثواب کی نیت رکھے، دوسرا تیر پھینکنے والا اور تیسرا تیر پکڑنے والا اور اے لوگوں! تیر اندازی سیکھو اور سواری کی مشق کرو اور سواری کی مشق سے زیادہ پسندیدہ بات مجھے یہ ہے کہ تم تیر اندازی سیکھو اور جس نے تیر اندازی سیکھ کر اسے چھوڑ دیا تو اس نے کفرانِ نعمت کیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کی)۔ (بحوالہ: سُنن دارمی)

مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نشانہ بازی اسلام کا پسندیدہ کھیل ہے یہ بات ضروری ہے کہ یہ "نشانہ بازی" بھی با مقصد ہو یعنی ان چیزوں کے ذریعے نشانہ بازی کی مشق کی جائے جو آئندہ چل کر جہاد میں کام آسکے ورنہ بے مقصد نشانہ بازی کو احادیث میں منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل ﷜ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ کنکریوں سے نشانہ لگا رہا ہے آپ ﷜ نے ارشاد فرمایا کہ کنکر بازی نہ کرو کیونکہ سرکار اعظم ﷺ نے کنکریاں پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ اس سے نہ شکار ہو سکتا ہے نہ دشمن زخمی ہوتا ہے ہاں یہ کنکری کسی کا دانت توڑ دیتی ہے اور کسی کی آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔

اسی بناء پر بے مقصد غلیل بازی کو بھی ناپسند کیا گیا کہ وہ محض فضول حرکت ہے جسکا کوئی صحیح مقصد نہیں کنز العمال میں حکیم بن عبادہ بن حنیف ﷜ کی روایت ہے کہ جب ساز و سامان دنیا کی فراوانی ہوئی اور لوگوں پر موٹاپا چڑھنے لگا تو مدینہ طیبہ کی پہلی برائی یہ ظاہر ہوئی کہ لوگوں نے کبوتر بازی اور غلیل بازی شروع کر دی حضرت عثمان ﷜ کا زمانہ تھا انہوں نے بنو لیث سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کو مدینہ منورہ میں بطور

خاص عامل مقرر کیا جنکا کام یہ ہے کہ وہ کبوتر کے پر کاٹ دیں اور غلیلیں توڑ دیں۔

الغرض کہ با مقصد نشانہ بازی جو آئندہ چل کر جہاد میں بھی کام دے سکے اسلام کا پسندیدہ کھیل ہے اس مقصد کے لئے بندوق کا شکار بھی پسندیدہ کھیل ہے بشرطیکہ وہ بھی شرعی حدود میں ہو۔

سواری کی مشق:.......

اسلام کا دوسرا پسندیدہ کھیل گھڑ سواری ہے جو جہاد میں کام آسکے یہ کھیل بھی ایسا ہے اس میں جسم کی پوری ورزش کیساتھ انسان میں مہارت، ہمت و جرات، اور بلند حوصلگی جیسی اعلی صفات پیدا ہوتی ہے اور وقت پڑنے پر یہ کھیل جہاد اور سفر میں خوب کام آتا ہے اگر چہ قرآن و حدیث میں عموماً گھوڑوں کا ذکر آیا ہے مگر بظاہر اس سے ہر وہ سواری مراد ہے جو جہاد میں کام نہ آسکے۔

القرآن: ترجمہ:...... اور ان کے لئے تیار رکھو جو وقت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنھیں تم نہیں جانتے اللہ انھیں جانتا ہے۔

(سورۂ انفال، پارہ 10، آیت 60)

سامان جنگ میں سے خصوصیت کیساتھ گھوڑوں کا ذکر اسلئے کر دیا کہ اس زمانے میں کسی ملک و قوم کے فتح کرنے میں سب سے زیادہ موثر مفید گھوڑے ہی تھے۔ جہاد کے اعلی مقصد کے پیش نظر جو گھوڑا پالا جائے سدھایا جائے اس کی سواری کی مشق کی جائے اسکا ثواب سرکار اعظم ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے۔

حدیث شریف:...... سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ تعالٰی کے راستے میں گھوڑا باندھ کر رکھا اللہ تعالٰی پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدہ کی تصدیق

کرتے ہوئے تو اس گھوڑے کا تمام پانی، دانہ حتی کہ گوبر اور پیشاب قیامت کے دن اس شخص کے ترازوئے اعمال (میزان) میں ہوگا۔ (بحوالہ: بخاری شریف)

مسلم شریف کی ایک حدیث میں گھوڑوں کے رکھنے کی تین صورتیں ذکر کی گئی ہیں اور ہر ایک کا حکم علیحدہ علیحدہ واضح کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں بعض کے لئے ثواب، بعض کیلئے باعث تحفظ، اور بعض کیلئے وبال۔ باعث ثواب تو وہ گھوڑے ہیں جنہیں آدمی راہ خدا میں استعمال کرنے کیلئے تیار رکھتا ہے۔ ایسے گھوڑے اپنے پیٹ میں جو کچھ بھی اتارتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے عوض مالک کے لئے ثواب لکھ دیتا ہے اگر مالک ان کا سبزہ زار میں چراتا ہے تو کچھ گھوڑے کھاتے ہیں اس کی مقدار کے برابر اللہ تعالیٰ ثواب لکھ دیتا ہے اگر دریا سے انکو پانی پلاتا ہے تو پیٹ میں اترنے والے ہر قطرہ کے عوض اسے ثواب ملے گا حتی کہ لید اور پیشاب کرنے پر بھی مالک کو ثواب ملے گا اگر یہ گھوڑے ایک یا دو ٹیلوں پر چکر لگائیں گے تو جو قدم اٹھائیں گے ہر ایک قدم پر مالک کے لئے ثواب لکھ دیا جائے۔ اور باعث تحفظ وہ گھوڑے ہیں جنہیں آدمی برقراری عزت اور اظہار نعمت الٰہی کے لئے رکھتا ہے اور گھوڑے کی پشت اور شکم سے جو حقوق وابستہ ہیں انہیں فراموش نہیں کرتا خواہ تنگی ہو یا فراوانی۔۔۔ اور باعث وبال وہ گھوڑے ہیں جنہیں مالک نے ریاکاری، غرور و تکبر اور اترانے کے لئے رکھا ہو ایسے گھوڑے مالک کیلئے وبال ہیں۔

احادیث کریمہ کی روشنی میں گھڑ سواری جو جہاد کیلئے ہو اسکی فضیلت بیان کی گئی موجودہ دور میں بھی اللہ تعالیٰ کے ایسے نیک بندے فقیر کی نظر میں ہیں جو اچھی نیت سے گھڑ سواری سیکھتے ہیں ان کا کہنا کہ احادیث کی روشنی میں قرب قیامت میں جب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے اس وقت جدید ٹیکنالوجی ختم ہو جائے گی

ایٹم بم بحری اور ہوائی جہاز، لڑاکا طیارے اور پیٹرول جیسی چیزیں صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گی ایسی حالت میں پرانا دور دوبارہ لوٹ آئے گا اور امام مہدی ﷺ اور ان کے ساتھی گھوڑے پر سوار ہو کر تلواروں سے لڑیں گے لہٰذا ہم اس نیت سے گھڑسواری اور تلوار بازی سیکھ رہے ہیں کہ کاش ہمیں حضرت امام مہدی ﷺ کی فوج کے سپاہی بننے کی سعادت نصیب ہو تو ہم گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے شانہ بشانہ لڑیں اور حضرت امام مہدی ﷺ پر اپنی جان لٹا دیں۔

تیراکی کی مشق:......

تیرنے کی مشق بھی وہ بہترین جسمانی ورزش ہے جسکا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے اس فن سے جہاں جسم قوی اور مضبوط ہوتا ہے اور بوقت ضرورت دوسروں کی جان بچانے میں اس سے کام لیا جاتا ہے وہیں جہاد کی تربیت کا بھی فائدہ ہوتا ہے کیونکہ کسی بھی جنگ میں ندی، نالے پہاڑی، تالاب اور دریا عبور کرنا قدرتی امر ہے اور موجودہ دور میں حالت جنگ میں سمندری ناکوں کو دفاعی نقطہ نظر سے بنیادی اہمیت حاصل ہے اسلئے ایک مسلمان نوجوان کی تیراکی جہاں تفریح طبع اور جسمانی ورزش کا عمدہ ذریعہ ہے وہاں یہ کھیل بوقت ضرورت اپنی اور دوسروں کی جان بچانے اور جہاد کی بہترین تیاری بھی ہے۔

حدیث شریف:......سرکار اعظم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن کا بہترین کھیل تیراکی ہے اور عورت کا بہترین کھیل سوت کاتنا ہے۔ (بحوالہ: کنز العمال شریف)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل:......

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم حالت احرام میں تھے (یعنی حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا) کہ مجھے حضرت عمر فاروق ﷺ کہنے لگے آؤ میں تمہارے ساتھ

غوطہ لگانے کا مقابلہ کروں دیکھیں ہم میں سے کس کا سانس لمبا ہے۔

شوہر کا اپنی بیوی کیساتھ کھیلنا:.......

میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنا نہ صرف جائز بلکہ باعث اجر وثواب ہے نکاح کے بعد ازدواجی زندگی کے مختلف پہلو اور پھر اس میں جنسی تعلقات کے بارے میں شریعت نے ہمیں واضح ہدایات دی ہیں۔

احادیث میں بھی واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کی ہے اور مسلمانوں کو نکاح کرنے، اپنی بیوی سے محبت، صحبت اور لذت حاصل کرنے کی تاکید کی گئی ہے شریعت میں میاں بیوی کے اس حلال جنسی تعلق کی بہت اہمیت ہے کیونکہ اس حلال تعلق کی لذت وتسکین مسلمان مرد اور عورت کو حرام کاری و بدنگاہی سے بھی بچاتی ہے اور اسے دنیا اور آخرت کے اعلی وارفع مقاصد کی جدوجہد کیلئے بھی تیار کرتی ہے مسلمان میاں بیوی جب حرام کاری اور بدنگاہی سے بچنے، سکون حاصل کرنے، جی بہلانے، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے، ایک دوسرے کو خوش کرنے یا صالح اولاد حاصل کرنے کی نیت سے جب ایک دوسرے کے ساتھ کھیلتے ہیں تو انکا یہ فعل عام حیوانی فعل کے بجائے حق، صدقہ اور عبادت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

حدیث شریف:...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب ایک بیوہ سے شادی کی تو سرکار اعظم ﷺ نے ان سے وجہ پوچھتے ہوئے ارشاد فرمایا تم نے کنواری سے کیوں شادی نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے ہنسی مذاق کرتے اور وہ تم سے ہنسی مذاق کرتی۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، دارمی، مسند احمد)

حدیث شریف:...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک جب مرد اپنی بیوی کو محبت سے دیکھتا ہے اور بیوی محبت سے شوہر کو

دیکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور جب مرد اپنی بیوی کا محبت سے ہاتھ تھامتا ہے تو دونوں کی انگلیوں کے درمیان سے گناہ جھڑنے لگتے ہیں۔

(بحوالہ: کنز العمال شریف)

حدیث شریف:...... سرکار اعظم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ کھیلے۔ اور اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ دونوں کو ثواب عطا فرماتا ہے اور اسی وجہ سے دونوں کو رزق حلال عطا فرماتا ہے۔ (بحوالہ: کنز العمال شریف)

حدیث شریف:...... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن کا معاملہ عجیب ہے اگر اسے کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا اور شکر ادا کرتا ہے اور اگر کوئی مصیبت آتی ہے تو بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا اور صبر کرتا ہے تو مومن کو اس کے ہر کام میں ثواب ملتا ہے، یہاں تک کہ اس لقمہ میں بھی ثواب ہے جو شوہر اٹھا کر اپنی بیوی کے منہ میں رکھے۔ (بحوالہ: سنن الکبریٰ للبیہقی)

حدیث شریف:...... حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا ہر تسبیح پر یعنی سبحان اللہ کہنے پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے، الحمد للہ کہنا، اللہ اکبر کہنا، لا الٰہ الا اللہ کہنا، نیکی کا حکم دینا، ہر برائی سے روکنا ان میں سے ہر ایک پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اپنی بیوی کیساتھ جماع میں بھی صدقہ کا ثواب ملتا ہے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حیرانی سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی اگر اپنی شہوت بیوی سے پوری کرے تو کیا اسے ثواب ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی اپنی شہوت حرام سے پوری کرتا تو گناہ نہ ہوتا؟ بس اسی طرح اگر وہ اپنی شہوت حلال سے پوری کریگا تو ثواب ملے گا۔ (بحوالہ: مُسلم شریف)

حدیث شریف:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم میں نے سرکار

اعظم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے جبکہ کچھ حبشی نیزوں کیساتھ مسجد (کے باہر صحن) میں نیزوں سے کھیل رہے تھے سرکار اعظم ﷺ اپنی چادر سے مجھے چھپا رہے تھے اور میں آپ ﷺ کے کان اور کندھوں کے درمیان سے حبشیوں کو کھیلتے دیکھ رہی تھی آپ ﷺ میری وجہ سے کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود ہی واپس ہوئی (اب خود اندازہ کرو کہ کھیل کود کے شوقین ایک کم عمر لڑکی کتنی دیر تک دیکھتی رہی ہوگی)۔ (بحوالہ: متفق علیہ، مسند امام احمد)

حدیث شریف :...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں سرکار اعظم ﷺ کے ساتھ تھی میں نے آپ ﷺ سے دوڑ لگائی اور آگے نکل گئی کچھ عرصہ کے بعد پھر ایک سفر میں میں نے سرکار اعظم ﷺ سے دوڑ لگائی اب میرے جسم پر کچھ گوشت چڑھ گیا تھا تو آپ ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا یہ اسکے بدلہ میں ہے۔ (بحوالہ: سنن ابوداؤد اور مسند امام احمد)

یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ دونوں مرتبہ کا یہ واقعہ سفر میں پیش آیا جبکہ قافلہ سرکار اعظم ﷺ کے حکم سے آگے جا چکا تھا اور آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں کے علاوہ وہاں کوئی تیسرا آدمی موجود نہ تھا اس واقعہ سے وہ لوگ استدلال نہیں کر سکتے جو صبح و شام اپنی بے پردہ بیویوں کے ہمراہ شہر کی سڑکوں، گلی، کوچوں، پارکوں، میں واکنگ کرتے نظر آتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اپنی بیوی سے محبت کرنا اسکی ضروریات کو پورا کرنا، اسکے آرام کا خیال رکھنا اور محبت سے اس کو لقمہ کھلانا باعث اجر و ثواب ہے۔

اچھے اشعار سننا اور سنانا جائز ہے:......

حدیث شریف:...... حضرت براء بن عازب ﷺ سے روایت ہے کہ غزوہ خندق کے

موقع پر سرکار اعظم ﷺ خندق سے مٹی منتقل کر رہے تھے آپ ﷺ کا پیٹ مٹی سے اٹا ہوا تھا اور زبان حق ترجمان پر یہ اشعار تھے۔

والله لو لا الله ما اهتدينا — ولا تصدقنا ولا صلينا

فانزلن سكينته علينا — وثبت الاقدام ان لا قينا

ان الا ولى قد بغوا علينا — اذا اراود ا فتنة ابينا

ترجمہ:...... اللہ تعالیٰ قسم! اگر اللہ تعالی کی ذات نے رہنمائی نہ کی ہوتی تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ خیرات کرتے، نہ نماز پڑھتے، اے اللہ تعالیٰ! ہم پر سکینہ نازل فرما اور کافروں سے جنگ میں ہمیں ثابت قدم فرما۔ ان کافروں نے ہم پر چڑھائی کی ہے اگر یہ لوگ ہمیں فتنوں میں بتلا کرنے کی کوشش کریں گے (یعنی اسلام سے پھیرنے کی) تو ہم انکار کردیں گے۔

سرکار اعظم ﷺ جب ان اشعار کے آخر میں ''ابینا'' (ہم انکار کریں گے) پر پہنچے تو آواز بلند کر کے فرماتے ''ابینا'' ''ابینا''۔

حدیث شریف:...... حضرت عمرو بن الشرید اپنے والد حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن سرکار اعظم ﷺ کے ہمراہ ایک سواری پر بیٹھا چلا جا رہا تھا کہ سرکار اعظم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تمہیں امیہ بن ابی الصلت کے اشعار یاد ہیں میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا سناؤ! میں نے ایک شعر سنایا آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک اور شعر سنایا آپ ﷺ نے فرمایا اور کچھ یہاں تک کہ اسی طرح میں نے آپ ﷺ کو سو اشعار سنائے۔ (بحوالہ: مسلم شریف)

روایت:...... حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک قافلہ میں حج کیلئے روانہ ہوئے جن میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ بھی شامل تھے راستہ میں لوگوں نے فرمائش کی کہ اے خوات کچھ اشعار ترنم سے سناؤ میں نے اشعار سنائے کچھ لوگوں نے فرمائش کی کہ ضرار (شاعر) کے اشعار سناؤ حضرت فاروق اعظم ﷛ بولے خوات کو اپنے دل کی آواز (یعنی اپنے اشعار) سنادو چنانچہ میں ساری رات اشعار سناتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہونے لگی تو حضرت فاروق اعظم ﷛ بولے۔ اے خوات اب اپنی زبان روک لو کیونکہ اب صبح ہورہی ہے۔ (کنزالعمال، السنن الکبریٰ للبیہقی)

احادیث اور روایت سے ثابت ہوا کہ فراغت اور فرصت کے اوقات میں مثلاً سفر وغیرہ میں اگر اچھے اشعار کے ذریعے تفریح حاصل کی جائے تو اس میں قباحت نہیں ہے۔

کوشش کی جائے فحش اور عشق مجازی سے بھرپور اشعار نہ ہوں اچھے اشعار ہوں تاکہ نافرمانی کا حکم نافذ نہ ہو۔

کرکٹ

کرکٹ ہمارے ملک کا مقبول کھیل ہے اس کھیل میں وقت اور مال کا اسراف ہوتا ہے اسکے اخراجات بھی بے انتہا ہیں اس کھیل کی دو صورتیں ہیں ٹیسٹ میچ اور ونڈے میچ۔

ٹیسٹ میچ:.......

ایک ٹیسٹ میچ بالعموم پانچ دن کا ہوتا ہے جو اکثر و بیشتر ہار جیت کے فیصلے کے بغیر ختم ہوجاتا ہے ٹیسٹ میچ میں دن بھر کی تھکن اور محنت سے برا حال ہوجاتا ہے کھلاڑی دن بھر کی محنت مشقت کے بعد میدان سے واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف

لوٹتے ہیں تو تھکن کے مارے اس قابل نہیں ہوتے کہ دین و دنیا کے اہم امور انجام دے سکیں نہ جانے اس بے مقصد تھکن کو کھیل کا نام کس نے دیا ہے؟

ون ڈے میچ:.......

جب سے کرکٹ میں "ون ڈے" (ایک روزہ) میچوں کا رواج پڑا ہے پورا پورا دن لوگ اس کے پیچھے خوار نظر آتے ہیں نہ نماز کی پرواہ نہ جماعت کی پرواہ ہوتی ہے صرف اور صرف میچ کی فکر ہوتی ہے کبھی کبھی ون ڈے میچ جمعۃ المبارک کو بھی کھیلا جاتا ہے عین جمعہ کی نماز کے وقت کھیل جاری ہوتا ہے نہ صرف کھلاڑی بلکہ ہزاروں لوگ (تماشائی) ہلڑبازی اور ناچنے میں مصروف ہوتے ہیں ہزاروں تماشائی جمعہ کی نماز چھوڑ کر اسکا گناہ اپنے سر لیتے ہیں یوں پورا دن یادالٰہی سے غفلت میں گزرتا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان کا فتوی:.......

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقارالدین رضوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مومن کی زندگی لہولعب کیلئے نہیں ہے لہذا تندرستی کیلئے ٹہلنا یا ورزش کیلئے تھوڑا کھیلنا تو جائز ہے مگر کرکٹ، ہاکی، فٹبال وغیرہ جس طرح کھیلے جاتے ہیں اس میں کوئی مقصد صحیح نہیں ہے بلکہ قوم اور ملک کا بہت بڑا نقصان ہے کروڑوں روپے اسٹیڈیم بنانے اور ٹیم تیار کرنے پر خرچ کئے جاتے ہیں پھر جب ملک یا بیرون ملک پانچ روزہ، تین روزہ، اور ایک روزہ، جو میچز ہوتے ہیں آفس میں بیٹھے ہوئے ملازمین کام کے بجائے ریڈیو (موبائل فون) یا ٹی وی سے کمنٹری سننے اور میچ دیکھنے میں مصروف ہوتے ہیں اس میں قوم کے مال کی بربادی اور وقت کو ضائع کرنا ہے اور دین کے نقصان کا تو عالم یہ ہے کہ ہزاروں افراد اسٹیڈیم میں بیٹھے دن بھر کھیل دیکھتے رہتے ہیں نہ نماز کی پرواہ (نہ جماعت کی) نہ اپنا

وقت ضائع ہونے کی پرواہ بہر صورت یہ سب کھیل (کرکٹ، فٹبال، ہاکی وغیرہ) کھیلنا ناجائز وحرام ہے اور انکو دیکھنے اور سننے میں وقت ضائع کرنا بھی ناجائز ہے۔

ہندوستان کے ممتاز عالم دین علامہ مفتی محمد شبیر قادری رضوی صاحب فرماتے ہیں کہ کرکٹ ٹورنامنٹ میں تضیع اوقات یعنی وقت کو ضائع کرنا ہے جو درست نہیں ہے اور اگر یہ نماز سے غافل کردے جیسا کہ آجکل بکثرت کرکٹ ٹورنامنٹ میں دیکھا جارہا ہے کہ لوگ نماز سے غافل ہوکر اس میں شامل ہوتے ہیں تو یہ حرام ہے۔

توجہ فرمائیں:.......

جس طرح فی زمانہ کرکٹ کھیلی جاتی ہے اس طرح کھیلنے کی اجازت کوئی عالم یا مفتی نہیں دے گا اور جو علماء کرکٹ کھیلنا جائز قرار دیتے بھی ہیں تو مطلقاً نہیں بلکہ چند شرائط کا لحاظ رکھیں تو کرکٹ کھیلنا جائز ورنہ ناجائز اور حرام ہے۔

شرائط یہ ہیں:.......

1)......کبھی کبھار ہو عادتاً نہ ہو یعنی کبھی کبھی کھیلے جیسے ہفتے میں ایک دو مرتبہ وہ بھی آدھا پونہ گھنٹہ اسکی عادت نہ بنالے ورنہ بہت سے حرام کاموں میں پڑجائے گا۔

2)...... ہرگز ہرگز نماز قضا نہ ہو سب نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کرے۔

3)......شرط لگا کر کرکٹ نہ کھیلے جوا، سٹہ وغیرہ ہرگز نہ ہو اور نہ کھیل کے دوران لڑائی جگھڑا، گالی گلوچ، یا فحش کلامی ہو۔

4)......نائٹ پینٹ یا ایسا لباس پہن کر نہ کھیلے جس سے ستر عورت یعنی ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنوں سمیت جسم کا کوئی حصہ چمکے کیونکہ ایسا لباس پہننا جس سے ران یا ستر کا کوئی حصہ چمکتا ہو حرام ہے اور دبیز یعنی موٹا کپڑا جس سے بدن کا رنگ تو نہیں چمکتا مگر بدن سے ایسا چپکا ہوا ہو کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہو ایسا لباس لوگوں کے

سامنے پہننا منع ہے اور اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض ان تمام شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے اگر کوئی کرکٹ کھیلتا بھی ہے تو اسکو حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے مثلاً اسطرح گلیوں اور سڑکوں پر نہ کھیلے کہ مسلمانوں کو مسلمانوں کی املاک کو نقصان پہنچے کیونکہ اکثر کرکٹ کھیلنے والے گلیوں میں جب کھیلتے ہیں تو کرکٹ کی گیند اطراف کے گھروں میں بار ہا جا گرتی ہے جس سے کھڑکی کے شیشے وغیرہ ٹوٹ جاتے ہیں گھر والوں کو بھی لگے تو چوٹ آجاتی ہے لٰہذا ان باتوں کا بھی خیال رکھا جائے۔

فٹ بال، ہاکی، والی بال، لان ٹینس، بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس

یہ تمام کھیل وہ ہیں جس میں کرکٹ کی نسبت وقت کم خرچ ہوتا ہے ان کھیلوں میں جسمانی ورزش بھی ہوتی ہے۔ مگر ان کھیلوں کی سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ جو حصہ مرد کا چھپانا ضروری ہے یعنی ناف کے نیچے سے جسم کا وہ حصہ نظر آتا ہے کھلاڑی چڈی پہن کر کھیلتے ہیں جس کی وجہ سے کھلاڑی فعل حرام کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ناظرین (تماشائی) بار بار کھلاڑیوں کے گھٹنوں کو دیکھ کر فعل حرام کے مرتکب ہوتے ہیں دنیا کا شاید ہی کوئی ایسا کھلاڑی ہوگا جو مکمل لباس زیب تن کر کے ان کھیلوں میں حصہ لیتا ہوگا لہٰذا ہمیں ان کھیلوں کو دیکھنے سے بچنا چاہیے یاد رکھئے سرکار اعظم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی آنکھیں حرام سے پر کرتا ہے (حرام دیکھتا ہے) اسکی آنکھوں میں آگ ڈالی جائے گی۔

اے میرے بھائیو! تھوڑی سی لذت کیلئے اپنی آنکھوں کو حرام سے پُر مت کروان بیہودہ کھیلوں کو مت دیکھو اپنی آنکھوں کو پاکیزہ رکھو تا کہ جنت میں جا کر ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرسکو۔

شطرنج

شطرنج کے متعلق صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کئی ارشادات ہیں جن میں سے چند بیان کیے جاتے ہیں۔

1)...... حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔

2)...... حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا شطرنج گناہگار ہی کھیلتا ہے انہی سے ایک مرتبہ کسی سائل نے شطرنج کھیلنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ باطل (بیکار) میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو پسند نہیں فرماتا۔

انہی فرامین کی روشنی میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ نے شطرنج کھیلنے سے منع فرمایا ہے۔

تاش کھیلنا

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشاہ احمد رضا خانصاحب فاضل بریلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب احکام شریعت حصہ سوم میں فرماتے ہیں کہ تاش اور شطرنج دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ وحرام ہے کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔

''ومسالة الشطرنج مسوطة فی الدار وغیرھا من الخطر و الشھادات والصواب اطلاق المنع کما اوضحه فی ردالمحتار (واللہ تعالیٰ اعلم)

تاش کھیلنے کو فقہاء کرام بھی منع فرماتے ہیں جیسا کہ اوپر ردالمحتار کا حوالہ گزرا فقہاء

کرام اسکو منع کرنے کی کئی وجوہات بیان فرماتے ہیں۔

1)......تاش میں تصاویر ہوتی ہیں۔

2)......تاش میں عموماً جوا بھی کھیلا جاتا ہے۔

3)......تاش کھیلنا فاسقوں اور فاجروں کا عمل ہے۔

4)......انہماک بھی غیر معمولی ہوتا ہے۔

5)......تفریح کے بجائے ذہنی تکان بھی ہوتی ہے۔

6)......اس کھیل کا کوئی صحیح مقصد بھی نہیں ہے۔

7)......دن بھر اور رات رات بھر بلب روشن کر کے تاش کھیلا جاتا ہے نہ نماز کی فکر نہ جماعت کی فکر بلکہ وقت کو ضائع کیا جاتا ہے۔

8)......تاش میں اگر جوا نہ بھی ہو تو تفریح کے طور پر کھیلنا بھی منع اور ناجائز ہے۔

ویڈیو گیم، لڈو، اور اسنوکر کھیلنا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ویڈیو گیم، اسنوکر، اور لڈو کھیلنا شریعت کی رو سے کیسا ہے؟ نیز اسنوکر اور ویڈیو گیم کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔

''باسمه سبحانه وتعالیٰ الجواب بعون الملک الوهاب''۔

کھیل جس طرح کا ہو مطلقاً ناجائز و حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا اولئک لهم عذاب مهين. (سورۂ لقمان، آیت 6)

''اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے''۔

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

لہو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت یہ تینوں حق ہیں''۔ (ترمذی شریف)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ''جس نے چوسر کھیلی اس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت وخون میں رنگا''۔ (بحوالہ: صحیح مُسلم شریف)

ایک دوسری روایت میں ارشاد فرمایا: جس نے چوسر کھیلی اس نے خدا اور رسول (ﷺ) کی نافرمانی کی''۔ (بحوالہ: صحیح مُسلم شریف)

حضرت علامہ حصکفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

وکرہ تحریما اللعب بالنردو کذاالشطرنج بکسر اولہ ویھمل ولا یفتح الا نادراواباحہ الشافعی وابو یوسف فی روایتہ وھذا اذا لم یقامر ولم یخل بواجب والافحرام بالاجماع.

''اور چوسر کھیلنا مکروہ تحریمی ہے اور اسی طرح شطرنج کا حکم ہے امام شافعی وابو یوسف نے ایک روایت میں اسکو مباح (جائز) قرار دیا ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جب جوا کے طریقہ پر نہ ہو اور کسی واجب کی ادائیگی میں خلل واقع نہ ہو ورنہ تو بالاجماع حرام ہے''۔

اسکی شرح میں حضرت امام شامی قدس سرہ لکھتے ہیں:

فھو حرام و کبیرہ عندنا وفی اباحنہ اعانتہ الشیطان علی الاسلام

والمسلمین کمافی الکافی قهستانی.

’’ہمارے (احناف) کے نزدیک حرام وکبیرہ گناہ ہے اور اسکو مباح (جائز) قرار دینے میں اسلام ومسلمانوں کے خلاف شیطان کی اعانت کرنا ہے۔ جیسا کہ کافی میں ہے قہستانی‘‘۔ (بحوالہ: فتاویٰ شامی، 494/26)

حضرت شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

’’اگر کھیل کے سبب فرائض و واجبات ضائع ہوجائیں مثلاً وقت پر ادا نہ ہوں تو بالاجماع حرام ہے اور اگر ضائع نہ ہوں مگر قمار کے طریقہ پر ہو یعنی مال کے بدلے ہو تو بھی بالاجماع حرام ہے اور اگر قمار کے طریقہ پر نہ ہو اور نہ فرائض و واجبات ضائع ہوں تو اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض مکروہ اور بعض حرام بتاتے ہیں کہ ایسا کام کرنا جس میں دینی یا دنیوی منفعت نہ ہو ایسے بھی حرام ہے‘‘۔ (حاشیہ الصاوی علی الجلالین)

شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ویدخل فیه جمیع انواع القمار والشطرنج وغیرهما حتی لعب الصبیان بالجوز والکعاب.

’’اور اسی جوئے میں جوئے کی تمام اقسام اور شطرنج وغیرہ سب داخل ہیں یہاں تک کہ بچوں کا اخروٹ اور پانسوں سے کھیلنا بھی اسی حکم منع میں داخل ہے‘‘۔

شیخ ملاجیون ہندی قدس سرہ لکھتے ہیں:

فالحاصل ان للعب بالقمار ای لعب کان حرام بالاجماع وبدون القمار فیما فیه نص قطعی حرام بالاجماع وفیما فی دلیله شبهته اختلف فیه علی ما عرف فی الفقه.

’’حاصل کلام یہ ہے کہ جوئے کا کھیل خواہ کسی بھی طرح کا ہو بالاجماع حرام ہے

اور بغیر جوئے کا کھیل جس پر کے نص قطعی موجود ہے وہ بھی بالا جماع حرام ہے۔اور جس کی دلیل ظنی ہو اس کھیل میں اختلاف ہے"۔(بحوالہ:تفسیرات احمدیہ)

ان تمام عبارات سے واضح ہو گیا کہ کھیل فی نفسہ ممنوع و نا جائز ہے اور اسکے جواز کی کوئی راہ نہیں۔لہذا ویڈیو گیم، اسنوکر، لڈو وغیرہ کھیلنا اگر جوئے کے ساتھ ہو تو حرام اور بغیر جوئے کہ سخت ممنوع و نا جائز ہے۔

اور انکی کمائی کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر کھیل میں جوا ہو یا نص قطعی سے حرام ہو تو اسکی کمائی حرام اور اگر کھیل تفریح ہو جیسے بچوں کو جھولا جھولانا وغیرہ تو اسکی کمائی جائز ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی محمد نعمان شیراز قادری صاحب)

نرد (چوسر) کا کھیل

احادیث میں سرکار اعظم ﷺ نے اسے کھیلنے سے بہت سختی سے منع کیا ہے چنانچہ احادیث رسول ﷺ ملاحظہ ہوں۔

حدیث شریف:......سرکار اعظم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے نردشیر کا کھیل کھیلا تو گویا اپنے ہاتھ سور کے گوشت اور خون سے رنگ لئے۔(بحوالہ:مسلم شریف)

حدیث شریف:......سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نردشیر کا کھیل کھیلا اسنے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔(بحوالہ:ابوداؤد شریف، مسند احمد)

معلوم ہوا کہ نردشیر کا کھیل نہ کھیلا جائے مسلمانوں کو اس قسم کے لہو ولعب سے بچنا چاہیئے۔

شکار بندوق کا شوقیہ کھیلنا

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلی علیہ الرحمہ

اپنی کتاب احکام شریعت کے حصہ اوّل میں فرماتے ہیں کہ

شکار کہ محض شوقیہ بغرض تفریح ہو جسے ایک قسم کا کھیل سمجھا جاتا ہے لہٰذا شکار کھیلنا کہتے ہیں بندوق کا خواہ مچھلی کا روزانہ ہو خواہ کبھی کبھی مطلقاً بالاتفاق حرام ہے حلال وہ ہے جو بغرض کھانے دوا یا کسی اور نفع یا کسی ضرر (نقصان) کے دفع کو ہو۔

آجکل کے بڑے بڑے شکاری جو اتنی ناک والے ہیں کہ بازار سے اپنی خاص ضرورت کی کھانے یا پہننے کی چیز لانے کو جانا اپنی شان کے خلاف سمجھیں اور نرم و نازک ایسے ہوتے ہیں کہ دس قدم دھوپ میں چل کر مسجد میں نماز کیلئے جانا مصیبت سمجھتے ہیں۔

یہی لوگ گرم دوپہر، لو میں گرم ریت پر چلنا اور گرم ہوا کے تھپیڑے کھانا گوارا کرتے اور دو دو پہر بلکہ دو دن شکار کیلئے گھر بار چھوڑے پڑے رہتے ہیں کیا یہ کھانے کی غرض سے جاتے ہیں؟ حاشا و کلا بلکہ وہی لہو ولعب ہے اور بالاتفاق حرام۔

ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ ان شکاریوں سے اگر کیا جائے مثال کے طور پر کہ مچھلی بازار میں ملے گی وہاں سے لے لیجئے یہ اس بات کو ہرگز قبول نہ کریں گے یا کہا جائے کہ ہم اپنے پاس سے لا کے دیتے ہیں پھر بھی کبھی نہ مانیں گے بلکہ شکار کے بعد خود بھی اسکو کھانے سے غرض نہیں رکھتے تقسیم کر دیتے ہیں تو یہ جانا یقیناً وہی تفریح اور حرام ہے۔

کبوتر پالنا

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب احکام شریعت میں فرماتے ہیں کہ کبوتر پالنا خالی دل بہلانے کیلئے ہو اور کسی ناجائز کام کیلئے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑائے کہ مسلمانوں کی

عورت پر نگاہ پڑے یا ان کے اڑانے کیلئے کنکریاں پھینکے جس سے کسی کا جانی یا مالی نقصان ہو یا دوسروں کے کبوتر پکڑے یا ان کا دم بڑھانے اور اپنا تماشہ ہونے کیلئے دن دن بھر انہیں بھوکا اڑائے جب اترنا چاہیں تو کبوتروں کو نہ اترنے دے تو ایسا پالنا حرام ہے۔

فقہ کی معتبر کتاب درمختار میں ہے کہ اور مکروہ ہے (مکروہ ہے بند رکھنا کبوتروں کا) اگر چہ انکے برجوں میں ہو (اگر لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے) اگر یہ نقصان بوجہ نظر کے ہو یا دوسروں کے کبوتر کھینچنے سے۔ پس اگر چھت پر اڑاتا ہو جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہو اور کبوتروں کی کنکریوں سے لوگوں کے شیشے ٹوٹتے ہوں تو اڑانے والے پر تعزیر کی جائے گی اور سختی سے منع کیا جائے گا اگر نہ رکے تو مالک انھیں ذبح کر دے اگر اڑانے کیلئے نہ ہوں بلکہ صرف کبوتروں سے انس (محبت) کی وجہ سے ہو تو یہ مباح (جائز) ہے۔

دوسروں کے جانوروں کو پکڑ لینا ظلم ہے

حدیث شریف:...... حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کبوتر کے پیچھے جا رہا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک شیطان دوسرے شیطان کے پیچھے جا رہا ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی، مسند احمد)

جانوروں کو اذیت دینا ظلم ہے:......

حدیث شریف:...... صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر اور صحیح ابن حبان بن عبداللہ بن عمر ﷜ سے مروی ہے کہ سرکار اعظم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اسے باندھ رکھا تھا نہ خود کھانا دیتی نہ چھوڑتی کہ

زمین کے چوہے کھالیتی۔

ابن حبان کی حدیث میں ہے فھی تنھش قبلھا و دبرھا (وہ بلی دوزخ میں اس عورت پر مسلط کی گئی ہے کہ اسکا ایک آگا پیچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے)

ایک حدیث شریف میں حکم ہے کہ جانور پالو دن میں ستر بار اسے دانہ پانی دکھاؤ نہ کہ گھنٹوں پہروں بھوکا پیاسا رکھو اور نیچے آنا چاہے تو آنے دو علماء فرماتے ہیں کہ جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ ھود کی آیت نمبر 18 میں ارشاد فرماتا ہے کہ سن لو: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔ سرکار اعظم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ظلم قیامت کے دن ظالموں کیلئے اندھیرا ہوگا۔

معلوم ہوا کہ جانوروں بے زبانوں پر ظلم نہیں کرنا چاہئے ان کے کھانے پینے کا مکمل خیال رکھنا چاہئے انکا پنجرہ بڑا اور کشادہ ہو۔

جانوروں کو آپس میں لڑانا

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خانصاحب فاضل بریلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب احکام شریعت میں فرماتے ہیں کہ بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں، لال لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھی اور ریچھ کا لڑانا (سانپ اور نیولے) کا لڑانا سب مطلقا حرام ہے یہ بلاوجہ بے زبانوں کو ایذا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث شریف:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار اعظم ﷺ نے

جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا۔ (بحوالہ: ابوداؤد، ترمذی شریف)

موجودہ دور میں بسا اوقات اس کھیل میں جوا بھی شامل کیا جاتا ہے، مزید یہ کہ گالی گلوچ اور موسیقی کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے ایک حرام فعل کو مزید حرام کیا جاتا ہے۔ جس کو دیکھنے والے بھی فعل حرام کے مرتکب ہوتے ہیں۔

کتا پالنا

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشاہ احمد رضا خانصاحب فاضل بریلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب احکام شریعت میں فرماتے ہیں کہ کتا پالنا حرام ہے جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا اور اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں۔

حدیث شریف:...... حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ فرشتے نہیں آتے اس گھر میں جس میں کتا یا تصویر ہو۔

(بحوالہ: ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ)

حدیث شریف:...... حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کتا پالے مگر گلّے کا کتا یا شکاری۔ روزانہ اسکی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں (ان قیراطوں کی مقدار اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول ﷺ جانیں) (بحوالہ: ترمذی شریف، نسائی شریف)

دو قسم کے کتوں کی اجازت ہے ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ کیلئے شکار کی حاجت ہو نہ کہ تفریح کیلئے شکار کیونکہ یہ خود حرام ہے۔

دوسرا وہ کتا جو گلّے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کیلئے پالا جائے، جہاں حفاظت کے لئے پالا جائے جہاں کی حفاظت کی سچی حاجت ہو ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیکر جائیں۔ یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چوری کا اندیشہ نہیں۔ تو ایسی صورت میں کتا پالنا

ناجائز ہے۔

غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے، اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز پالنا نہیں آخر پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں اگر بغیر کتے کے حفاظت نہ ہوتی ہو تو وہ بھی پالتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں حیلے نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔

پتنگ بازی

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشاہ احمد رضا خانصاحب فاضل بریلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب احکام شریعت حصہ اوّل میں فرماتے ہیں کہ پتنگ اڑانا اور اسکی ڈور لوٹنا ناجائز وحرام ہے ڈور کا مالک کا اگر معلوم ہو تو فرض ہے کہ اسے دے دی جائے اگر نہ دی اور بغیر اسکی اجازت کے اس سے کپڑا اسیا تو اس کپڑے کا پہننا حرام ہے اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا لوٹانا واجب ہے اور اگر ڈور کا مالک نہ ہو تو وہ لقطہ ہے یعنی زمین پر پڑی چیز ہے اس کے لئے واجب ہے کہ اسے مشہور کیا جائے یہاں تک کہ مالک کے ملنے کی امید قطع ہو اس وقت اگر یہ شخص غنی ہے (یعنی مالک نصاب ہے) تو فقیر کو دے دے (یعنی ایسے شخص کو جو زکوٰۃ فطرہ لینے کا مستحق ہو) اور اگر خود فقیر ہے تو اپنے صرف میں لاسکتا ہے پھر جب مالک ظاہر ہو اور فقیر کے صَرف میں آنے پر راضی نہ ہو تو اپنے پاس سے اسکا تاوان دینا ہوگا فتاوی رضویہ شریف میں بھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خانصاحب فاضل بریلی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کنکیا یعنی پتنگ لوٹنا حرام اور خود آ کر گھر پر جائے تو اسے پھاڑ ڈالے اور اگر معلوم نہ ہو کہ کس کی ہے تو ڈر سے کسی مسکین کو دے دے کہ وہ کسی جائز کام میں صرف کر لے اور خود مسکین

ہوتو اپنے صرف میں لائے پھر جب معلوم ہو کہ فلاں مسلمان کی ہے اور وہ کسی تصدق (یعنی صدقہ کرنے) یا اس مسکین کے اپنے صرف پر راضی نہ ہوتو دینی لازم آئے گی (یعنی اپنے پاس سے اسکا تاوان دینا ہوگا) اور کنکیا یعنی پتنگ جو پھاڑ دی تھی اسکا معاوضہ بہر حال کچھ نہیں کنکیا یعنی پتنگ اڑانا منع اور لڑانا گناہ ہے پتنگ اڑانے میں وقت اور مال کو ضائع کرنا ہوتا ہے یہ بھی گناہ ہے اسی طرح گناہ کے آلات کنکیا یعنی پتنگ ڈور اور مانجھا بیچنا بھی منع ہے۔

اگر علمائے کرام اور معاشرے کے بااثر طبقات اپنی معاشرتی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے پتنگ بازی کی ہولناکیوں کے تدارک کے لئے عوام الناس میں آگاہی وشعور بیدار کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے افکار کو فروغ دیں تو پتنگ بازی سے متعلق درج ذیل نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

1)......انسانی جان کے زیاں کا خاتمہ۔

2)......انسانی مال کے زیاں کا خاتمہ۔

3)......وقت کے زیاں کا خاتمہ۔

4)......پتنگ بازی کی ہولناکیوں کا خاتمہ۔

5)......بے مقصد سرگرمیوں کا خاتمہ۔

6)......بے پردگی کا خاتمہ۔

7)......لڑائی جھگڑے کا خاتمہ۔

8)......یاد خدا سے غفلت کا خاتمہ۔

9)......دوسروں کو نیچا دکھانے کی ذہنیت کا خاتمہ۔

10)......لاقانونیت کا خاتمہ۔

معلوم ہوا کہ پتنگ بازی ناجائز ہے اس کے علاوہ بھی کچھ ایسے نقصانات ہیں جو پتنگ اڑانے کی وجہ سے ہوتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو اس کام سے بچنا چاہیے۔

تفریح اور فریش ہونے والے کچھ عوام میں رائج مشاغل

آدمی رات دن کام میں مشغول ہوتا ہے کام کاج کی تھکن کے بعد یہ سوچتا ہے کہ اب گانے سنے جائیں، فلمیں دیکھی جائیں اور اسٹیج شو دیکھ کر دل کو بھلایا جائے اور تھکن کو دور کیا جائے تاکہ فریش ہو جائیں حالانکہ یہ نوجوانوں کی خام خیالی ہے کبھی بھی گناہوں کی کثرت سکون واطمینان کا باعث نہیں بن سکتی سکون وقرار فقط اللہ تعالی اور اسکے محبوب ﷺ کی رضامندی میں ہے۔

گانے اور موسیقی کی نحوست

1)...... حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گانا دل کو خراب اور رب تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہے۔ (بحوالہ تفسیرات احمدیہ صفحہ 613 پشاور کراچی)

2)...... حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو گانے والی کے پاس بیٹھے، کان لگا کر اسے دھیان سے سنے تو اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کے کانوں میں سیسہ انڈیلے گا۔ (کنز العمال دسویں جلد صفحہ 96 دار الکتب العلمیہ بیروت)

3)...... حضرت سیدنا نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک راستے میں تھا کہ آپ نے باجے کی آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں ڈال لیں اور اس راستے سے دوسری طرف ہٹ گئے پھر دور جانے

کے بعد مجھ سے فرمایا اے نافع ﷺ! کیا تم کچھ سن رہے ہو؟

میں نے عرض کی نہیں ۔تب آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے ہٹائیں (اور) فرمایا میں سرکار اعظم ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ نے بانسری کی آواز سنی تو اسطرح کیا جو میں نے کیا۔(ابوداود، جلد چہارم صفحہ 306 دارالفکر بیروت)

4)......سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا گانا اور لہو (یعنی ہر وہ چیز جو انسان کو نیکی اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے) دل میں اس طرح نفاق اُگاتے ہیں جس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے۔قسم ہے اس ذات مقدسہ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک قرآن اور ذکر اللہ ضرور دل میں اس طرح ایمان اُگاتے ہیں جس طرح پانی سبزہ گھاس اُگاتا ہے۔(بحوالہ: فردوس الاخبار جلد سوم صفحہ 141)

افسوس کہ سرکار اعظم ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے مسلمان آج گانے باجے میں سکون تلاش کرتے ہیں ہر محلے میں میوزک سینٹر قائم ہو چکے ہیں جن کو خریداروں نے آباد کیا ہوا ہے یاد رہے کہ جس طرح موسیقی حرام ہے اسی طرح اسکی کیسٹیں، سی ڈیز فروخت کرنا بھی حرام ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

فلمیں، ڈرامے دیکھنا

حدیث شریف:......شرح الصدور میں بیان کردہ طویل حدیث شریف میں سرکار اعظم ﷺ کا فرمان ہے کہ پھر میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جنکی آنکھیں اور کان کیلوں سے ٹھکے ہوئے تھے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وہ دیکھتے ہیں جو آپ ﷺ نہیں دیکھتے اور وہ سنتے ہیں جو آپ ﷺ نہیں سنتے۔(شرح الصدور صفحہ 171)

سبق:......

اس حدیث شریف سے ان لوگوں کو درس عبرت حاصل کرنا چاہیے جو اپنے

کمرے میں بیٹھ کر فلمیں اور ڈرامے دیکھتے ہیں نامحرم عورتوں کو ٹک ٹکی باندھ کر تکتے رہتے ہیں وہ لوگ سوچیں کہ اگر قیامت کے دن اس جرم میں ان کی آنکھوں پر کیل ٹھکے گئے تو کیا کریں گے؟ فلم دیکھنے والا ایک وقت میں کئی بڑے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

1)......تصویر کشی جو کہ حرام ہے اس کو دیکھ کر فعل حرام کا مرتکب ہوتا ہے۔

2)......فلم میں گانے سن کر حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔

3)......نامحرم لڑکیوں کو دیکھ کر اپنی آنکھوں میں جہنم کی آگ ڈلوانے کا سامان کرتا ہے۔

4)......مرد و عورت کا اختلاط جو شرعاً منع ہے۔

5)......رقص و سرور جو کہ شریعت کے خلاف ہے اسکو دیکھتا ہے۔

6)......اخلاق سے گرے ہوئے مناظر جنکا بیان بھی شریعت میں منع ہے اسے دیکھتا ہے۔

7)......فلموں کے ذریعے نئی نسل کے ذہن بگاڑنے ان میں مجرمانہ ذہنیت پیدا کرنے اور مالک کے اندر جرائم پھیلانے میں جو افسوس ناک کردار ادا کیا ہے وہ کسی سے چھپی ہوئی بات نہیں۔

8)......ذہن گندہ ہوتا ہے جس سے شہوت ابھرتی ہے۔

9)......نوجوان اس کے سبب اپنی جوانی کو اپنے ہاتھوں سے ضائع کرتے ہیں۔

10)......اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ کی ناراضگی اپنے دامن میں لیتا ہے۔

الغرض کہ فقط آنکھ کا بری چیز دیکھنا کتنے گناہوں کا مرتکب کرتی ہے لہٰذا مسلمانوں کو فلمیں اور ڈرامے دیکھنے سے بچنا چاہئے۔

ڈائجسٹ اور ناولوں میں وقت گزارنا

نوجوان لڑکے لڑکیاں اپنا زیادہ تر وقت ڈائجسٹ اور ناولوں کے مطالعہ میں

گزارتے ہیں ڈائجسٹ اور ناولوں کا ایسا چسکہ ہے جو کسی صورت نہیں چھوٹتا تقریباً ہر نوجوان لڑکی اور لڑکے کے ہاتھوں میں فارغ اوقات میں ڈائجسٹ ضرور نظر آئے گا۔

ان بے ہودہ ڈائجسٹوں اور ناولوں میں جھوٹی کہانیاں، رومانی اور عشقیہ افسانے اور بھوت پریوں کی کہانیاں تحریر ہوتی ہیں جس میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھرپور دلچسپی لیتے ہیں آیئے اس کے متعلق رب تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

القرآن: ترجمہ:......اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ بے سمجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں اور اسکا مذاق اڑائیں انہی کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

(سورہ لقمان آیت نمبر ۶ پارہ ۲۱ ترجمہ البیان)

تفسیر:......

خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت ہے۔ "لھو" ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے، کہانیاں، افسانے بھی اسی میں داخل ہیں۔

شان نزول:......

یہ آیت نضر بن حارث بن کلدہ کے حق میں نازل ہوئی جو تجارت کے سلسلے میں دوسرے ملکوں کا سفر کیا کرتا تھا اس نے عجمیوں کی کتابیں خریدیں جن میں قصے کہانیاں تھیں وہ قریش کو سناتا اور کہتا، سرکار اعظم ﷺ تمہیں عاد و ثمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں رستم، اسفندریار اور شاہان فارس کی کہانیاں سناتا ہوں۔ کچھ لوگ ان کہانیوں میں مشغول ہوگئے اور قرآن مجید سننے سے رہ گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس آیت مبارکہ سے جاسوسی، رومانوی، عشقیہ بھوت پری کی جھوٹی کہانیاں اور لا یعنی لطیفے پڑھنے اور سننے والے عبرت حاصل کریں۔ بعض جلیل القدر صحابہ کرام علیہم

الرضوان اور تابعین مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ ابن عباس، سیدنا سعید بن جبیر، سیدنا حسن بصری اور سیدنا عکرمہ علیہم الرضون نے ''لھوالحدیث'' (کھیل کی باتیں) کی تشریح موسیقی اور گانے باجے کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کے یہ اسباب ہیں۔

شرط لگانا

آج کل شرطیں لگانے کا عام رواج ہے بات بات پر شرطیں لگائی جاتی ہیں دو آدمی بات کر رہے ہوں دوسرا بات نہ مانے تو پہلا شخص یہ کہنا شروع کر دیتا ہے کہ چلو شرط لگالو۔

شرط لگانے کی یہ ابتداء آدمی کو ایک نشے میں مبتلا کر دیتی ہے یہ نشہ چھوٹی چھوٹی شرطوں سے شروع ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ کھیل ہی کھیل میں مذاق ہی مذاق میں اس کی عادت سی بن جاتی ہے پھر باقاعدہ پروگرام کے تحت شرطیں لگائی جاتی ہیں ہوتا یوں ہے کہ دوستوں کی محفل سجتی ہے پھر شرطیں لگانے کا دور دورہ ہوتا ہے۔

اس کے بعد کسی سیزن کو خالی نہیں چھوڑا جاتا کرکٹ شروع ہوتا ہے تو میچ پر شرطیں لگائی جاتی ہیں میچ کی ہر ہر بول پر شرطیں لگائی جاتی ہیں، فٹبال شروع ہوتا ہے تو اس کے ہر ہر گول پر شرطیں لگائی جاتی ہیں، ہاکی شروع ہوتا ہے تو اس کے ہر ہر گول پر شرطیں لگائی جاتی ہیں یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے ویڈیو گیم، لڈو، اسنوکر، کیرم بورڈ، ٹیبل ٹینس، اسکواش تک پہنچ چکا ہے۔

گلی کوچوں سے شرطیں لگانے والا سلسلہ عالمی سطح پر پہنچ چکا ہے اخباری رپورٹ کے مطابق کرکٹ ورلڈ کپ میں اَربوں روپے کی شرطیں لگائی گئیں، فٹبال ورلڈ کپ میں کھربوں روپے کی شرطیں لگائی گئیں اس بات کے اخبارات گواہ ہیں یہ کسی سے

ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

یاد رکھئے شرط لگانا حرام ہے، اس کی آمدنی بھی حرام ہے، چاہے وہ رقم کی صورت میں ہو یا کھانے پینے کی اشیاء کی صورت میں ہو ہر حالت میں حرام ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف چھوٹی شرط کھانے پینے کی چیزوں کی مذاقاً لگا لیتے ہیں بڑی شرط نہیں لگاتے یہ بھی نفس وشیطان کا ایک فریب ہے چوری بڑی ہو یا چھوٹی چوری چوری ہوتی ہے، اسی طرح حرام کا فقط ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو حرام تو حرام ہی ہوتا ہے۔ محترم حضرات! شیطان ہمارا کھلا دشمن ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے پیٹ میں کسی نہ کسی طرح حرام داخل ہو جائے جس کی نحوست کی وجہ سے اُس کے دل سے نورِ الٰہی کا خاتمہ ہو جائے عبادتوں کی لذّت ختم ہو جائے۔

کون سی شرط لگانا جائز ہے:

اگر دونوں کی جانب سے مال کی شرط ہو مثلاً تم جیت گئے تو میں اتنا مال دوں گا اور اگر میں جیت گیا تو تم سے اتنا مال لوں گا یہ جوا ہے جو کہ حرام ہے ہاں اگر دونوں نے اپنے ساتھ ایک تیسرے شخص کو شامل کر لیا جس کو محلل کہتے ہیں اور ٹھہرایا کہ اگر یہ جیت گیا تو رقم مذکور یہ لے گا اور اگر ہار گیا تو یہ کچھ نہیں دے گا اس صورت میں دونوں جانب سے مال کی شرط جائز ہے۔ (عالمگیری ودرمختار)



سیرت

اُمُّ المُؤمِنِین

حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا

مُرتّب:

مولانا محمد عبدالاحد قادری

زاویہ پبلشرز
8-C دربار مارکیٹ۔ لاہور
voice: 042-37300642 - 042-37112954
Email:zaviapublishers@gmail.com
www.zaviapublishers.com

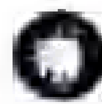
حکایاتِ رومی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ



ترتیب و تدوین

عبدالقادر زیدی



زاویہ پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email:zaviapublishers@gmail.com

Website: www.zaviapublishers.com